امیر ملت قبلہ عالم حضرت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
مولانا الحاج
مسجد نور
علی پور سیداں شریف
1966June
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
نگران اعلیٰ
جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمود معزوی جماعتی
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بفیضِ روحانی

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الملت والدین مولانا الحاج الحافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت عالیجناب مولانا الحاج الحافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہم

بظلِ حمایت :

زبدۃ العارفین معین الملۃ مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہم

نگران اعلیٰ

منبع رشد و ہدایت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری

مدیر معاون

مولانا عبدالعزیز صاحب مرتضائی قصوری

انجمن خدام الصوفیہ کا دینی، مذہبی شریعت و طریقت کا علمبردار
صوفیائے اکرام کی جان اور علمائے امت کا مرغوب رسالہ

انوار الصوفیہ قصور

جلد ۵۸ — بابت ماہ جون سنہ ۱۹۶۶ عیسوی — مطابق صفر المظفر سنہ ۱۳۸۶ھ — شمارہ ۱۱

○

اس دائرہ میں اگر آپ کے اس رسالہ میں سرخ نشان ہے تو آپ سمجھ لیں کہ اس ماہ کا میرا چندہ ختم ہوگیا ہے اور مجھے اپنی اولین فرصت میں مبلغ پانچ روپے منی آرڈر کر دینے چاہئیں۔ تاکہ ادارہ کو انتظار نہ کرنا پڑے۔

چندہ سالانہ	۵ روپے
فی کاپی	۵۰ پیسے
اراکین حضرات سے	۳۰ روپے
معاونین سے	۲۰ روپے

غلام رسول گوہر ایڈیٹر، پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور سے چھپوا کر
دفتر انوار الصوفیہ کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور سے شائع کیا

نعت شریف

انجم وزیر آبادی

ثنائے نبی دم بدم کیجئے
نہ بھولے سے یاد انکی کم کیجئے

قلم شاخ طوبیٰ سے کوثر سے آب
ملے گر تو نعتیں رقم کیجئے

گداؤں کو دی ہے شہی آپ نے
مرے حال پر بھی کرم کیجئے

نچھاور کروں جان و دل آپ پر
ذرا میری جانب قدم کیجئے

تمنا جو دل میں ہو معراج کی
سر ان کی حضوری میں خم کیجئے

غم دوجہاں بھول جائے مجھے
عطا اس قدر اپنا غم کیجئے

ترے آستاں پر ہو انجم کا سر
کرم اتنا شاہِ امم کیجئے

صلی اللہ علیہ وسلم

تضمین

حافظ شیرازیؒ

از حضرت الحاج عبدالرشید صاحب ارشد رحمانی

رونق ہستی ز فیضِ نور افشانِ شما
روضۂ فردوس یک کنجِ خیابانِ شما!
حسن خوبانِ زمانہ پرتوِ شانِ شما!
اے فروغ حُسنِ ماہ از روئے رخشانِ شما
آبروئے خوبی از چاہِ زنخدانِ شما

طالب روئے جبینم آرزوئے حُور نیست
بندۂ غیرے شدن در عاشقی دستور نیست
چشمِ دشمن راز شمعِ محفلِ او نور نیست
گرچہ دوریم از بساطِ آب و ہمت دور نیست
بندۂ شاہِ شمائیم و ثنا خوانِ شما!

اے مسیحائے زماں گاہے فگن بر ما نظر
بر سرِ بالینِ رنجوراں بہ فیضت کن گزر
گر بیائی فرش راہِ تو شوم با چشم و سر
بختِ خوابِ آلودِ ما بیدار خواہد شد مگر
زانکہ زد بر دیدہ آبے روئے رخشانِ شما

آں دلِ گم گشتہ را اے شیخ بہرِ من بجو
دامنِ آلودہ را در بحرِ فیضانت بشو
ارشدِ بے چارہ دارد چو تمنائے بتو
میکند حافظ دعائے بشنو آمینے بگو
روزئ ما باد لعلِ شکر افشانِ شما!

نہ بند کر کہ درِ توبہ باز ہے ساقی

نہ بند کر کہ درِ توبہ باز ہے ساقی
سوائے بادہ نہ کچھ حرص و آز ہے ساقی

وہ جا رہا ہے مؤذن، تو لا وضو کر لوں
یہ دیر کیوں ہے کہ وقتِ نماز ہے ساقی

بہار آتے ہی سرگوشیاں ہوئیں ظاہر
کہ جام و خم میں یہ راز و نیاز ہے ساقی

شراب جو کہ کھچی تھی حرا کے غاروں میں
پلا ہی دے تری عمر دراز ہے ساقی

سرِ نیاز جو در پر جھکا دیا میں نے
ترا کرم کہ وہ سر سرفراز ہے ساقی

نہ خوفِ فتنۂ بے باک ہو تجھے ارشد
زمانہ ہمرۂ فتنہ طراز ہے ساقی

ارشد رحمانی

منقبت

از حضرت تابش بیکانیر بھارت

ٹھکانہ ہے کہیں اللہ اکبر میری قسمت کا! کہ میرے سر پہ سایہ ہو گیا اس ابرِ رحمت کا

یہ عرس پاک ہے کس رہبرِ خضرِ طریقت کا کہ جس میں ہر قدم پر راستہ ملتا ہے جنت کا

بہاریں چھا رہی ہیں عرس ہے شاہِ جماعت کا سماں دیکھو کوئی شیدا کے گھر پہ آ کے جنت کا

ذرا تم آبِ کوثر لا دو رضواں میں وضو کر لوں کہ پڑھنا ہے قصیدہ اب مجھے شاہِ جماعت کا

ولی کامل ہیں یہ قطبِ زماں آلِ پیمبر ہیں بھلا اندازہ کیونکر ہو سکے پھر ان کی عظمت کا

یہ رمزِ فقر و فخری سے ہیں واقف یوں کہ سید ہیں یہ نکتہ جانتے ہیں بس کرم کا اور سخاوت کا

یونہی سیراب تشنہ لب یہاں ہوتے رہیں یارب رہے گردش میں پیمانہ شہنشاہِ جماعت کا

پلا دی کچھ تو اب ایسی ہمیں اللہ والے نے گماں تک دل میں بس آتا نہیں وحدت میں کثرت کا

پھلا پھولا رہے یارب یہ گلشن رہتی دنیا تک رہے جلسہ یونہی قائم جماعت کی جماعت کا

فقیری تک بھی میری آج رشکِ بادشاہی ہے مرے ہاتھوں میں پلہ آ گیا دامانِ دولت کا

مری آنکھیں بھی ہیں مشتاق میرا دل بھی شیدا ہے تقاضا اور ہی کچھ ہے مرے شوقِ زیارت کا

بڑھے جاتے ہیں سائے ان دنوں پھر کفر و باطل کے زمانہ منتظر ہے پھر اسی شمعِ ہدایت کا

کرم ہے حضرت آزاد کا ورنہ کہاں تابش
ملے اور آستانہ ہم کو سرکارِ جماعت کا

ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور
بابت ماہ جون ۱۹۶۶ء
مطابق صفر المظفر ۱۳۸۶ھ

واردات و مکاشفات

تھیٹر

آجکل تھیٹر اور سینما نے جو مقام ہمارے معاشرے اور ملک میں حاصل کر لیا ہے کوئی ہوشمند شخص اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ نیز اس سے افراد معاشرہ پر مرتب ہونے والے اثرات سے بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا خواہ وہ اثرات بُرے ہوں یا بھلے، یہ ایک دوسری بحث ہے۔

ملک کے ایک ذمہ دار شہری کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کریں کہ یہ تمثیلی ادارے جو اس قدر عام ہو چکے ہیں اور بُرے بھلے اثرات کو قوم کے دل و دماغ میں منتقل کرنے میں اس درجہ مؤثر ہیں آیا اپنی موجودہ شکل و صورت میں قوم کے لئے مفید ہیں یا غیر مفید۔ ملک کی فلاح و بہبود کا باعث ہیں یا تباہی و بربادی کا نیز دونوں صورتوں میں ہم ان کے متعلق اپنا کیا رویہ رکھیں۔

زمانہ قدیم میں تھیٹر اپنے دیرینہ گہوارے یونان و روما میں معاشرہ کی اصلاح و ترقی کا واحد بڑا ذریعہ تھا۔ ہر قسم کی تعلیم و اصلاح اسی کے ذریعہ عمل میں آتی تھی۔ سیاسی مسائل کا حل۔ تبلیغ اور تنقیدات بھی اسی کے ذریعہ کی جاتی تھیں۔ زمانہ حال میں جو کام اخبارات و رسائل اور ریڈیو سے لیا جاتا ہے اس زمانہ میں اس کی وہاں وہی حیثیت اور ذمہ داریاں تھیں جو آجکل اخبارات و رسائل اور ریڈیو وغیرہ کی ہیں۔ لیکن وہاں کچھ عرصہ بعد اس نے آہستہ آہستہ اپنی ذمہ داریوں سے پہلوتہی برتنی شروع کر دی اور تقریباً افلاطون کے دور میں یہ ادارے محض لذّتِ نفس فراہم کرانے میں مصروف ہو گئے۔ ڈیموسقنیز کے زمانہ تک تو پورا یونان عیش و عشرت میں غرق ہو چکا تھا، اور نتیجتاً وہاں وہی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں جو عیش پسندی اور نفس پرستی کا لازمہ ہوتی ہیں۔ قوم کی خدمت کرنا اور اس کے لئے قربانی کرنا حماقت سمجھی جاتی ہے۔ ترقی کے اصولوں کی جگہ تفریح و تن [illegible] طمطراق

اور فیشن پرستی نے کفایت شعاری اور رعزبار کی دست گیری کے بجائے اسراف و تبذیر کا دور دورہ ہوا۔ راستی اور پاک بازی کے اصول محض کہانیاں بنکر رہ گئے۔ جائز و ناجائز طریقوں سے زراندوزی ہونے لگی اور ایک دوسرے سے رشک و رقابت، اور عیش و عشرت میں سبقت لے جانے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ رشوت کی گرم بازاری ہوئی۔ ضمیر فروشی تو ایک عام بات تھی۔ وہاں کے چند سربرآوردہ لوگ وطن فروشی پر بھی آمادہ ہو گئے۔ عیش و تعیش کی زندگی اختیار کرنے کا لازمی نتیجہ بھی یہی تھا۔ ورنہ اس کے بغیر وہ اپنی وضعی اور من گھڑت شان و شوکت اور تعیشیانہ زندگی کے شاہانہ ٹھاٹ باٹ برقرار نہیں رکھ سکتے تھے۔

یہاں ہمارے ملک میں بھی کم و بیش یہی حالت ہے اوائل زمانہ میں کچھ عرصہ تک تو یہ تمثیلی اور فلمی ادارے ایک محدود پیمانہ پر اصلاح معاشرہ کو مطمح نظر قرار دیتے رہے لیکن اب یہ عوام کے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرنے خواہشات نفس کو بیدار کرنے اور ان کو تشفی بخشنے کے کام آتے ہیں۔ اب ان کا واحد مقصد یہی رہ گیا ہے کہ فلمی حسیناؤں کی جلوہ گری اور ان کے عریان و نیم برہنہ جسموں کی نمائش کر کے فحش مکالمات اور بیہودہ مناظر دکھا کر لوگوں کے جذبات نفسانی سے کھیلیں اور مالی فائدہ اٹھائیں۔ صاحب اقتدار طبقہ کہتا ہے۔ یہ صنعت ہے اور اس ملکی صنعت کی امداد ترقی اور سرپرستی کی اشد ضرورت ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں ع

یہ صنعت نہیں شیوۂ ساحری ہے

البتہ اتنا ضرور ہے۔ کہ ع

یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے

جہاں تک فلموں کے اصلاحی پہلو کا تعلق ہے اس سلسلہ میں امریکی اور یورپین فلموں کی ریس کرنیوالوں کا تو خیر کچھ کہنا ہی نہیں۔ لیکن اگر "مصلح" فلمساز صاحب اپنے خیال میں کوئی اصلاحی، اور معاشرتی فلم بھی پیش کرتے ہیں تو اس میں اصلاح سے زیادہ فساد اور بناؤ سے زیادہ بگاڑ کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ نیکی اور راستی کے بجائے بدکرداری اور بداخلاقی کا عنصر غالب ہوتا ہے اور عوام اسی تاریک پہلو سے زیادہ متأثر ہوتے ہیں۔ دراصل خواہ کسی فلم پر اصلاح معاشرہ سوسائٹی کے سدھار اور سبق آموزی کے کتنے ہی مقدس لیبل لگے ہوں لیکن اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو ایسی فلموں کو فلماتے وقت بھی "مصلح" فلمساز کا خلاف دعویٰ یہ مقصد ہوتا ہے کہ فلم بینوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ذہنی عیاشی اور جنسی لطف اندوزی کا سامان مہیا کیا جائے۔ اور اسی

ارتحال

گذشتہ ماہ قاضی شمس الدین صاحب مہاجر جموں کشمیر چند دن صاحب فراش ہو کر بقضائے الٰہی اس دنیائے فانی سے رحلت کر گئے ہیں آپ بلند پایہ شاعر اور حضرت قبلہ عالم امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخلص مرید تھے سیالکوٹ رہتے جملہ قارئین رسالہ کی خدمت میں استدعا ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں ادارہ مرحوم کیلئے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے آمین

طرح ان نام نہاد اصلاحی فلموں میں تماش بینوں کے لئے بھی نمائش کے وقت جو چیز باعث کشش ہوتی ہے۔ وہ ان کی اصلاح اور سبق آموزی کا پہلو نہیں بلکہ دوسرا پہلو ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ ہم نے کسی سے سنا ہے، اور نہ آپ نے کبھی دیکھا ہوگا کہ کوئی شخص پہلے بدکرداری اور مجرمانہ افعال کا عادی ہو اور پھر وہ کوئی فلم دیکھنے کے بعد اس سے تائب ہوگیا ہو۔ بلکہ اس کے برخلاف یہی مشاہدہ میں آتا ہے کہ نوجوان اب تک بدکرداری اور بدچلنی سے ناواقف تھے۔ فلم دیکھنے کے بعد وہ ان راستوں سے آگاہ ہوگئے اور انہوں نے عملی اقدام بھی شروع کر دیئے

جب فلمی اداروں کی قلبی بصیرت اور دینی تاثرات کی روشنی میں اصلاح نہیں ہو پاتی تب تک معاشرہ ان مفاسد اور خرابیوں سے نجات نہیں پا سکتا جو اس کو تباہی و بربادی کے نہایت عمیق گڑھے کی طرف کھینچ کرلے جا رہا ہے۔ اسلام نے اپنے متبعین کو جو خیر اور بھلے کی راہ دکھائی ہے۔ قوم کی فلاح و بہبود اور دارین کی سعادتیں صرف اسی میں ہیں۔ جس ترقی سے عصمت و حیا مجروح ہو، معاشرے کے وقار اور اس کی عظمت کا قلعہ مسمار ہو۔ عورتوں کی عفت و طہارت داغ دار ہو، وہ ترقی ہرگز اپنانے کے قابل نہیں ہے۔ فلمی ادارے پردۂ سیمیں پر عشق و محبت میل و ملاپ کے کارناموں کو عملی طور پر پیش کرتے ہیں۔ جن کہانیوں اور افسانوں کو فلمایا جاتا ہے اس میں عورت اور مرد کے مابین شہوانی اور جنسی روابط کو نہایت رنگینی اور خوب صورتی سے پیش کیا جاتا ہے اس کے علاوہ چوری اور ڈکیتی، اغوا اور قتل ایسے جرائم کو ایک کہانی اور افسانے کے لباس میں پیش کر کے معاشرہ کے سیدھے سادے لوگوں کو بھی ان جرائم کی تعلیم دی جاتی ہے اور گرفتار ہونے کے بعد بھاگ نکلنے کی راہیں دکھائی جاتی ہیں۔ جب تک ہمارے ملک میں سینما وغیرہ نہیں آئے تھے معاشرہ سکون و چین کی زندگی گزارتا تھا۔ مرد نیک اور سادہ لوح تھے۔ ملک کی خواتین کو مائیں بہنیں تصور کرتے تھے۔ عورتیں شرم و حیا کی نورانی چادر میں لپٹی رہتی تھیں۔ ان کی فطرت کے لئے کسی مرد کا دیکھنا ناقابل برداشت تھا۔ جو لباس تھا اس میں حجاب و شرم اور حیا کے تمام تقاضے پورے ہوتے تھے۔ گھروں میں بچیاں صبح کے وقت نماز سے فارغ ہوکر قرآن مجید کی تلاوت کرتی تھیں۔ ضروری مسائل سے آگاہ ہوتی تھیں ماں باپ کی فرماں بردار اور گھر کا کام کرنے کو سعادت جانتی تھیں۔ جب سے ہمارے ملک میں سینما آگیا ہے تب سے عریانی فحاشی کا دور دورہ ہے اور اس سے جو قوم کو پریشانیاں لاحق ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔

غلام رسول گوھر

بقیہ: تبلیغی جلسوں کی روئداد

صفحہ ۲۳ سے آگے

حضرت مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب نے ختم شریف پڑھ کر ہزاروں قرآن کے ختمات کا ایصال ثواب کیا۔ اور سلام و قیام پر یہ مبارک جلسہ رات کے ۳ بجے ختم ہوا۔

گویا میثاق الست اور عہد ربوبیت کے عنوان سے عالم ارواح میں انسانی ارواح کو توحید کے رنگ میں رنگ دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عالم اجسام میں بھی خدا شناسی اور معرفت الٰہی کی وہ فطری اور قدرتی استعداد و صلاحیت بدستور باقی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ پیدائش کے وقت ہر بچہ خواہ کافر ماں باپ کے گھر میں پیدا ہو یا مشرک ماں باپ کے گھر میں فطرۃ اسلام اور صلاحیت توحید پر ہی پیدا ہوتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے :-

"مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ

ہر بچہ صلاحیت اور فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ (یعنی گردوپیش کے احوال) اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اسی لئے علماء نے توحید کے مسئلہ کو دوسرے مسائل کی طرح خبری نہیں قرار دیا۔ بلکہ فطری و فطرتی قرار دیا ہے یعنی توحید باری ہدایت وحی نبوت کی محتاج نہیں ہے۔

عالم ارواح میں دوسرا میثاق اور عہد جو حق تعالےٰ نے لیا ہے وہ میثاق انبیاء کے نام سے مشہور ہے۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ (آل عمران)

"اور آپ وہ وقت بھی یاد دلایئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے یہ عہد لیا تھا کہ ہم جب تمہیں کتاب و حکمت دیں پھر خدا کا کوئی رسول تمہارے پاس آئے اور تمہارے پاس جو کتاب ہے اس کی تصدیق کرے تو ضرور اس پر ایمان لانا، اور ضرور اس کی مدد کرنا۔"

یعنی ازل میں جس طرح عام ارواح بنی آدم سے ربوبیت باری کا عہد لیا گیا تھا۔ اسی طرح خاص طور پر ارواح انبیاء سے بھی نبوت کے بارے میں عہد عام لیا گیا کہ ہر نبی اور پیغمبر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اسلاف انبیاء اور گذشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کریں اور بعد میں

آنے والے نبی کو مانیں۔ بشارت دیں یا اپنی اپنی امتوں کو ان پر ایمان لانے کی اور ان کی مدد کرنے کی ہدایت دے جائیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلاف انبیاء اور ان کے صحیفوں کی تصدیق کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کی ہدایت فرمائی اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ دا ائندہ کے بارے میں جو کچھ کیا اور کہا اس کا تذکرہ قرآن کریم میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے۔

يَا بَنِيْ إِسْرَآءِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ۔

"یعنی اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا فرستادہ رسول ہوں اور اپنے بعد آنے والے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں۔ جن کا نام احمد ہوگا۔"

اسی میثاق انبیاء سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جملہ انبیاء کرام کی ارواح طیبہ سے خصوصی طور پر یہ عہد و پیمان بھی لیا گیا ہے کہ وہ سب کے سب سید المرسلین و خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی اپنی امتوں کو ایمان لانے کی تلقین کریں۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ہی وہ اصل نور ہے جس سے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوتوں کے چراغ روشن ہیں، آپ صرف نبی ہی نہیں ہیں بلکہ آپ سید الرسل اور امام الانبیاء بھی ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اگر آج حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ نبی ہونے کے باوجود میری نبوت اور میری شریعت کا اس طرح اتباع کرتے جس طرح ایک امتی اپنے نبی کا اتباع کرتا ہے اور قیامت کے قریب جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ بھی نبی ہونے کے باوجود حضور ہی کی نبوت کی پیروی کریں گے۔ گویا کہ جملہ انبیاء کرام اپنی اپنی امت کے نبی تھے اور حضور اپنی امت کے بھی نبی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ نبی الانبیاء بھی ہیں۔

لَيْسَ عَلَى اللّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ
أَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِيْ وَاحِدٍ

پس میثاق الست نے انسان کے خمیر میں توحید داخل کردی اور میثاق انبیاء نے انبیاء کرام میں آپ کی سیادت و برتری قائم فرمادی۔

میثاق الست کی خلاف ورزی

میثاق الست اور عہد ربوبیت کے ایک عنوان میں دو باتوں کا اقرار اور دو چیزوں کی شہادت موجود ہے۔ ایک بجز بر لحہ انسان کی احتیاج و نیازمندی دوسری ہر ساعت و ہر آن حاجت روائی اور ضرورت کا تکفل اور صفات الٰہیہ میں صفت ربوبیت، ایک ایسی مرکزی اور ہمہ گیر قسم کی صفت ہے جو توحید باری کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔

چنانچہ صفت ربوبیت شہادت اور اس کے اقرار کا ایک اثباتی و ایجابی رُخ یہ بھی ہے کہ انسان ہر قسم کے نقصان اور نفع کا مالک اور ہر ضرورت کا

کفیل وکارساز حقیقتاً رب کو سمجھے اور ہر چھوٹی بڑی حاجت کے لئے اسی کے آستانہ کرمی پر صدا لگائے اور اور اس شہادت کے اقرار کا دوسرا منفی رخ یہ بھی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو سود و زیاں کا حقیقی مالک نہ جانے اور نہ کسی کو حاجت روا و مشکل کشا قرار دے۔

دونوں پہلوؤں کا حاصل اگرچہ ایک ہی ہے مگر خود قرآن کریم میں بھی "میثاق الست" کے ساتھ ساتھ اندیشۂ شرک کے انسداد کے لئے آگے شرک کے پہلو کا اظہار کیا گیا ہے۔

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا
مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ
بَعْدِهِمْ

"یا تم یہ عذر پیش نہ کر سکو کہ شرک تو ہمارے
باپ دادا پہلے سے کرتے آئے ہیں اور ہم
تو ان کی اولاد کی حیثیت سے انہی کے نقش
قدم پر ہیں"۔

علاوہ اس کے دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام کی نکھری ہوئی توحید کے لئے کلمۂ توحید کی طرح ایجابی و سلبی دونوں پہلوؤں کی صراحت ضروری و ناگزیر ہے

جو بیٹے راز حسن ازل سے کہے کوئی
حسن حضورِ سرمدی کو کلام مبین کو دیکھ
ارشاد ہے کہ شرک نہ کر اور نماز پڑھ
مطلب یہ ہے کسی کو نہ دیکھ اور ہمیں کو دیکھ

پس نفع و ضرر میں غیر اللہ سے لو لگانا یا بھیک کی جھولی ماسوی اللہ کے سامنے پھیلانا ارواح کے "میثاق الست" اور عہد ربوبیت کے "پیمان توحید" دونوں کی خلاف ورزی اور عہد شکنی بھی ہے اور ان کے خلاف اور منافی بھی ہے

یانی یانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

بالفرض ایک عورت اگر کسی غیر کے ساتھ وہ بے تکلفی برتے جو شوہر ہی کے لئے مخصوص ہے تو ایک شوہر کی غیرت اسے کبھی گوارا نہیں کر سکتی تو غیر اللہ کے ساتھ بندہ کی وہ روش جو صرف رب حقیقی کے ساتھ مخصوص تھی۔ اللہ کی شان غیوری کیسے گوارا اور برداشت کر سکتی ہے۔ جبکہ انسانی غیرت سمندر کا ایک قطرہ ہے اور اللہ کی غیرت بحر ناپیدا کنار اور ایک وسیع سمندر۔ بتوں سے اولاد مانگنا، تندرستی و شفا کی امید رکھنا، زندگی کی مشکلات اور مہمات امور میں مشکل کشا سمجھنا۔ ضرورت و حاجت کے لئے بتوں کے آگے دست سوال دراز کرنا نفع و نقصان میں ان کو دخیل سمجھنا وغیرہ۔ جملہ امور حق تعالیٰ کی شان غیرت کے خلاف ہیں اور ان کو جرائم کی فہرست میں شمار نہیں کیا گیا بلکہ یہ احکم الحاکمین سے بغاوت اور رب العالمین سے غداری ہے اسلام کی اصطلاح میں اس کو شرک کہا جاتا ہے اور اسلام میں اس سے بڑھ کر نافرمانی کا کوئی تصور موجود نہیں۔

ارشاد باری ہے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

حقیقتاً شرک ظلم عظیم اور انتہا درجہ کی نافرمانی ہے۔

پروفیسر منشاد علی ایم۔اے

اعجازِ قرآن

قرآن کریم نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا معجزہ ہے جو قیامت تک آپ کی صداقت کا اعلان کرتا رہے گا۔ دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کو جو معجزے ملے وہ آج باقی نہیں۔ نہ موسٰی علیہ السلام کا عصا ہے نہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی لیکن قرآن کریم آج بھی اسی طرح موجود ہے جیسے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوڑا۔ توریت اور انجیل اپنی اصلی شکل میں باقی نہیں رہی۔ اور یہ امر بھی اس کی سچائی کی دلیل بن گیا کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

قرآن پاک میں بکثرت پیشین گوئیاں موجود ہیں جن کا ظہور ہر زمانہ میں ہوتا رہا۔ بدر میں کافروں کی شکست، فتح مکہ کی خوشخبری، استہزا کرنے والوں کی ہلاکت۔ جسدِ اطہر رسولِ معظّم صلے اللہ علیہ وسلم کا لوگوں سے محفوظ ہونا اور کسی خبیث بد باطن کا اس نورانی جسم شریف پر غالب نہ آنا وغیرہ بے شمار پیشین گوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ باقی تمام باتیں بھی یقیناً اور یقیناً پوری ہو کر رہیں گی جیسے پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا۔ مردوں کا زندہ ہونا، ہاتھ پاؤں کا گواہی دینا اچھے بُرے اعمال کا ترازو میں وزن ہونا وغیرہ

قرآن مجید عربی زبان میں عرب شریف میں نازل ہوا۔ اہل عرب فصاحت و بلاغت میں کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے اور اپنے علاوہ ساری دنیا کو "عجم" کے نام سے پکارتے تھے۔ خیال فرمائیے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے سامنے قرآن مجید پیش فرمایا اور انہیں چیلنج دے دیا۔ کہ اگر تم اسے انسانی کلام سمجھتے ہو تو اس جیسی پوری کتاب تو کیا تم صرف ایسی دس سورتیں ہی بنا لاؤ اور پھر فرمایا دس سورت بھی بڑی بات ہے اگر تم سچے ہو تو ایسی صرف ایک سورت ہی بنا کر دکھا دو اور اپنے سارے حمائتیوں کو بلا لو، اپنا سارا زور لگا لو مگر یاد رکھو۔ تم ہرگز ہرگز ایسا نہ کر سکو گے۔

قرآن شریف کے جواب میں کفارِ مکہ ایک مختصر سی سورت بنا کر پیش کر دیتے تو وہ بہت سی ذلتوں اور مصیبتوں سے بچ جاتے۔ ان کے لئے یہ مطالبہ یقیناً

ایک سنہری موقعہ پیش کر رہا تھا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بتوں کو جھوٹا بتا رہے تھے اور ان کے باپ دادا، ان کے معبودوں اور خود ان کو دوزخ کا ایندھن قرار دے رہے ہیں۔ جہاد میں ان کے نامور پہلوان اور بہادر سورما تلوار کے گھاٹ اتارے جا رہے ہیں۔ ان کے سردار قیدی بنائے جا رہے ہیں اور ذلت اور خواری کے ان تمام مرحلوں سے وہ آسانی سے نجات پا سکتے ہیں اگر صرف اتنا کام کر دیں کہ ایک چھوٹی سی سورت قرآن پاک کے مقابل پیش کر دیں۔ حضور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم برابر تیئس برس تک شب و روز پکار پکار کر فرما رہے ہیں ایک ایک مشرک کے کان میں یہ آواز پڑتی ہے۔ مکہ مکرمہ کی وادیوں میں یہ صدا گونجتی ہے۔ عرب کے گوشے گوشے میں منادی ہو جاتی ہے۔ کفار مکہ ہزار جتن کرتے ہیں۔ کہیں کسی کاہن کو بلاتے ہیں کبھی کسی جادوگر کی خدمات حاصل کرتے ہیں کبھی کسی بادشاہ اور رئیس کو مدد کے لئے بلاتے ہیں۔ نیز نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دنیا بھر کا مال و زر پیش کرتے ہیں۔ غیر مشروط طور پر اپنا والی اور بادشاہ ماننے کو تیار ہیں اور سب کچھ کرنے کو تیار ہیں مگر نہیں کر سکتے تو یہ کہ قرآن مجید کے جواب میں ایک چھوٹی سی سورت بنا سکیں! ـــــ کیا یہ بات اب بھی کسی دلیل کی محتاج رہ جاتی ہے کہ مشرکین مکہ سے بن پڑتا تو وہ کروڑوں روپے خرچ کر کے بھی قرآن پاک جیسی ایک سورت تیار کراتے؟ مگر ان کا ہر ذلت اور رسوائی کو برداشت کرنا اور اس چیلنج کو قبول نہ کرنا بلا شبہ ثابت کر دیتا ہے کہ وہ ہرگز ہرگز ایسا کر ہی نہ سکتے تھے اور یہ امر خود قرآن پاک کی صداقت کا ایک عظیم نشان ہے

قرآن حکیم کا جواب جب اہل زبان عرب نہ لا سکے جن کو اپنی زبان دانی پر اتنا ناز تھا کہ دوسری سب قوموں کو گونگا بے زبان کہتے تھے تو پھر یہ بات تو کسی دلیل کی محتاج نہ رہی کہ دنیا کی اور کوئی قوم تو قطعاً ایسا نہ کر سکے گی۔ مزید برآں قرآن اس وقت نازل ہوا جب کہ عربوں کی فصاحت و بلاغت اپنے عروج پر تھی۔ جب اس زمانہ کے لوگ عاجز آ گئے تو بعد کے لوگوں کا عجز از خود ثابت ہو گیا! کفار اہل عرب کے عجز کا نقشہ ـــ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کھینچا ہے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

قرآن مقدس کی عظمت اور اسلام کی حقانیت بیان فرماتے ہوئے ہمارے حضور قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ العزیز نے آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد کے خطبہ صدارت میں ارشاد فرمایا کہ ہندو پاک میں انگریزوں کے آنے کے ابتدائی زمانہ میں ایک پادری ولایت سے آیا اور بمبئی سے لکھو کھا قرآن شریف خریدنے شروع کر دیئے تو ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ وہ قرآن شریف خرید رہا ہے۔ اس نے کہا ولایت سے حکم آیا ہے کہ جتنے قرآن شریف ہندوستان میں مسلمانوں کے اشتعال طبع کے باعث ہیں ان کو نیست و نابود کر دو۔ مولوی صاحب

نے فرمایا کہ تو دیوانہ ہے - ہمارا قرآن شریف ان کاغذوں پر نہیں ہے ہمارے دلوں پر لکھا ہوا ہے - ہمارے دس دس سال کے بچوں کے سینوں میں لکھا ہوا ہے - تم اگر لکھو کھا قرآن شریف سمندر میں غرق کر دو - تو ہمارے قرآن شریف کا کیا نقصان کر سکتے ہو - ہم ایک دن میں لاکھوں قرآن شریف پھر لکھ سکتے ہیں - کیا دنیا میں کوئی اور مذہب بھی ہے جو دعوٰے کر سکے کہ ان کی کتاب اول سے آخر تک کس کو زبانی یاد ہو؟

قرآن حمید کے بارے میں آخر میں ایک زبردست مغالطہ کا ازالہ ضروری ہے جس طرح کفار مکہ الزام لگاتے ہیں اسی طرح دشمنان اسلام متعصب قسم کے عیسائی بھی کہتے ہیں کہ قرآن ایک عیسائی راہب بحیرہ کی تعلیمات کا نتیجہ ہے جو ملک شام میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا - لیکن انصاف پسند لوگ اس کی تردید کرتے ہیں - مثلاً پامر صاحب ایک عیسائی ہیں جنہوں نے قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے انہوں نے صاف لکھا ہے:

"عیسائی مصنفین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ان کی کتاب کا ایک بڑا حصہ ایک عیسائی راہب کی تعلیم کا نتیجہ تھا - مگر اس الزام کی تائید میں کوئی شہادت موجود نہیں۔"

قرآن عالی شان کے متعلق اگر عیسائی اب بھی اس الزام تراشی سے باز نہ آئیں تو کیا ہم عیسائیوں سے یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ اگر تمہارے قول کے مطابق قرآن شریف عیسائی راہب کی تعلیم کا نتیجہ ہے تو اسی قرآن میں تو یہ اعلان بھی ہے کہ عیسٰے علیہ السلام خدا تعالےٰ کے بیٹے نہیں بلکہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں - یہ بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا نہ پھانسی دی گئی تو پھر تم کیوں اپنے ناپاک عقائد سے توبہ نہیں کر لیتے اور کیوں عیسٰے علیہ السلام کو "عبد اللہ" نہیں مان لیتے - حالانکہ قرآن پاک میں خود عیسٰے علیہ السلام اپنے آپ کو "عبد اللہ" بتا رہے ہیں - اور صلیب پرستی کی مشرکانہ لعنت پر لعنت کیوں نہیں بھیجتے؛ اور اگر تم اپنے ان ملحدانہ عقیدوں سے باز نہیں آتے تو پھر تمہارا یہ شرمناک الزام خود بخود جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے - سچ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد۔

قرآن عظیم کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں عیسائی تو ایک راہب کی بات کرتے ہیں - خدا کی قسم! ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان تو یہ ہے کہ کوئی فرشتہ حتٰے کہ جبریل علیہ السلام بھی آپ کے شاگرد ہوں تو پھر اور کون ہے جو آپ کا استاد بن سکے - حق تو یہ ہے کہ آپ ساری کائنات کے معلم اعظم بنکر تشریف لائے اور اس سلسلہ میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی نبی کا کوئی استاد ہوتا ہی نہیں اور جس کا مخلوق میں سے کوئی استاد ہو وہ نبی نہیں - انبیائے کرام علیہم السلام براہِ راست اپنے رب تعالےٰ کے شاگرد ہوتے ہیں

شعر پڑھے نہ لکھے جناب والا
شاگرد رشید حق تعالےٰ

حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب صدر المدرسین مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف

ارشاد عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم ناظرین (رسالہ انوار الصوفیہ) کے استفادہ کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین ہادی دین برحق سیدنا و مولانا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات و ملفوظات ذکر کرتے ہیں۔

یہ اس ہستی اور شخصیت کے ارشادات و مقولات ہیں جس کی رائے صائب اور عقل و ذہانت اور احساس و شعور آفتاب نبوت سے مستنیر ہے۔ اسی لئے سید الاولین والآخرین و ختم المرسلین نبی مکرم شفیع معظم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ آپ کی صحابیت پر سید الانبیا ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو ناز تھا۔ آپ کی حکیمانہ کلام کے سامنے دنیا بھر کے حکما کی کلام کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ حقیقت میں آپ کے ارشادات دین و دنیا میں مشعل راہ ہیں۔ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کسی معاملہ میں یہ فرما دیتے کہ اس کام کے متعلق میرا یہ خیال ہے تو ہمیشہ وہی ہوتا جو آپ کا گمان ہوتا۔ آپ کی بہت سی رائیں مذہبی احکام میں داخل ہو چکی ہیں اور قیامت تک قائم رہیں گی۔

(ادارہ)

(۱) عالم منافق بڑی خوفناک چیز ہے وہ زبان سے تو عالموں کی سی باتیں کرتا ہے مگر دل اس کا غافل ہوتا ہے اور عمل سے محروم رہتا ہے۔

(۲) عالم کی لغزش بہت بری ہے اس سے دین منہدم اور مخلوق گمراہ ہو جاتی ہے۔

(۳) لوگوں کو بھلائی کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو۔ ورنہ تم پر ظالم حاکم متسلط کئے جائیں گے۔ جو لوگ بھلائی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے منع نہیں کرتے وہ بہت برے ہیں۔ ایسے لوگوں کی نحوست سے نیکوں کی بھی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ تم استغفار کرو گے۔ تو مغفرت نہ ہوگی مدد چاہو گے تو مدد نہیں کی جائے گی۔ تمہارا بادشاہ ظالم ہوگا جو نیکوں کی تعظیم نہیں کرے گا اور غریبوں پر مہربان نہیں ہوگا۔

(۴) جو برائی سے بالکل واقف نہیں وہ برائی میں

مبتلا ہوگا۔

(۵) دوسروں کی فکر میں اپنے آپ کو نہ بھول جایا کرو

(۶) مجھے سائل کی عقل کا اندازہ معلوم ہو جاتا ہے۔

(۷) تھوڑی سے دنیا اختیار کرو تو آزادانہ بسر کر سکو گے

(۸) اگر صبر و شکر دو سواریاں ہوتیں تو میں اس کی پرواہ نہ کرتا کہ دونوں میں سے کس پر سوار ہوں۔

(۹) خدا اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب مجھ پر ظاہر کردے؛

(۱۰) آپ اپنے اختیار میں رہنا چاہو تو اپنا راز چھپائے رکھو۔

(۱۱) زیادہ گو میں غصہ بھی زیادہ ہوتا ہے اور غصے والے آدمی کم لحاظ ہو جاتے ہیں اور کم لحاظ پرہیزگار نہیں ہو سکتا۔ اور جو پرہیزگار نہ ہو تو وہ مردہ دل ہوتا ہے۔

(۱۲) کوئی گمراہی اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی کہ آدمی دوسروں پر وہ تہمت دھرے جس کا مرتکب خود بھی ہوتا ہے اور جو عیب اپنے میں ہوں۔ ان کی بابت اوروں کو مطعون کرتا پھرے اور فضول باتوں میں وقت ضائع کرتا ہو۔

(۱۳) اس شخص پر خدا کی رحمت کرے جو اپنے بھائی کو اس کے عیبوں سے مطلع کردے۔

(۱۴) جو شخص حرص و طمع ہوا و ہوس اور غضب سے بچا اس نے خلاصی پائی۔

(۱۵) دنیا کی طرف سے بے رغبتی اختیار کرلینا دل و جسم کی راحت کا سامان ہے۔

(۱۶) ایک دن چند آدمیوں کے ہمراہ جناب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چلے جا رہے تھے۔ ایک ایسی جگہ گزر ہوا جہاں بہت سی نجاست پڑی ہوئی تھی۔ لوگوں کو بدبو سے بڑی پریشانی ہوئی آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ دیکھو یہ تمہاری دنیا ہے جس کی تم حرص کرتے ہو۔ مجھے خوب تحقیق ہوئی ہے کہ دنیا کی طرف توجہ کرنا آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور آخرت کی طرف توجہ کرنا دنیا کے لئے مضر ہے۔ جب یہ حال ہے تو دنیا فانی کو نقصان پہنچاؤ اور اسے چھوڑ دو؛

(۱۷) میں اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا کہ میری زندگی فقیری میں گزرے یا امیری میں کیونکہ معلوم نہیں کس میں بہتری ہے؟

(۱۸) عالموں کی صحبت میں بیٹھا کرو ان کی نصیحت دل میں اثر کرتی ہے اور بڑے بڑے گناہوں کی معافی کا سامان ہو جاتا ہے

(۱۹) ہمیشہ عورتوں کی رائے کے خلاف کام کیا کرو کہ ان کے خلاف میں برکت ہے۔

(۲۰) استادوں کی تعظیم کرو تو تمہارے شاگرد بھی تمہاری تعظیم کریں گے۔

(۲۱) ایمان باللہ کے بعد سب سے اچھی چیز نیک خلیق۔ محبت کرنے والی اور صاحب اولاد بیوی ہے۔

(۲۲) طلب رزق میں کبھی تکاسل نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا میری تمنا ہے

کہ میری موت ایسے وقت میں آوے جبکہ میں اپنے اہل وعیال کے لئے روزی کی طلب میں ہوں۔

(۲۳) جو عالم حلال وحرام سے خبر رکھتا ہو اُس کی موت ان ہزار عابدوں کی موت سے زیادہ افسوسناک ہے۔ جو قائم اللیل اور صائم النہار ہوں۔

(۲۴) میں مسلمانوں کے حق میں کسی بات کو اتنا خوفناک نہیں سمجھتا جتنا کہ ایک منافق عالم ہوتا ہے جس کا علم اس کی زبان پر ہو اور دل جاہل ہو۔

(۲۵) عقل کے بغیر سرداری اور بادشاہی نہیں ہو سکتی۔

(۲۶) جو شخص اپنے افعال کی توضیح وتوشیح اچھی طرح کرسکتا ہو وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے۔

(۲۷) گناہ کا ترک کردینا آسان ہے مگر توبہ کرنا بڑا مشکل کام ہے۔

(۲۸) بددیانت پر اور خائن کے لئے میں نے اپنے دو دارو غنے آب وگل متعین کر رکھے ہیں۔

(۲۹) سات سال میں لڑکے کے دانت نکلتے ہیں۔ چودہ برس کا ہوکے بالغ ہوجاتا ہے۔ اکیس برس کی عمر میں قد پورا ہوتا ہے۔ اٹھائیس سال میں پوری عقل آتی ہے اور چالیس برس کا ہو کر آدمی کامل بنتا ہے؛

(۳۰) چار چیزیں واپس نہیں آتیں۔ منہ سے نکلی ہوئی بات۔ امر واقع شدہ۔ کمان سے گزرا ہوا تیر۔ گئی ہوئی عمر!

امید ہے کہ ناظرین اور قارئین حضرات، ان ارشادات عالیہ کو غور کی نگاہ سے دیکھیں گے اور حتے الامکان ان پر عمل کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔

(باقی باقی)

دل مدینے میں ہے جانِ مضطرب سینے میں ہے
میرا یہ جینا بھی یارب خاک کچھ جینے میں ہے

دل بھی اُن کا آستاں طیبہ بھی ان کا آستاں
جو مدینہ ہے عرب میں وہ مرے سینے میں ہے

(اختر الحامدی)

اسلام کے احسانات

ساری دنیا پر

غوثیہ اسلامیہ کالج بیر محل میں تیسری سالانہ سیرت کانفرنس کے موقعہ پر احمد بخش صاحب مجاہد کو اس تقریر پر اول انعام ملا۔ (دلشاد علی)

جب اسلام کا آفتاب چمکا تو تمام دنیا پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ہر جگہ خانہ جنگیاں اور خوں ریزیاں برپا تھیں۔ انگلستان جو آج دنیا میں علم و دانش کی کشتی کا ناخدا ہے۔ آگ اور خون کی ہولی کھیل رہا تھا۔ روما کی سلطنت میں ابتری پھیلی ہوئی تھی اور اس کی تہذیب کا چراغ آخری سنبھالا لے رہا تھا۔ یونان اپنے قدیم فلسفے کو زیر زمین دفن کر چکا تھا۔ ایشیا میں وحشت و بربریت کا دور دورہ تھا۔ ہندوستان، تبت اور چین مذہبی سیاسی جنگوں کا اکھاڑہ بنے ہوئے تھے۔ ایران کی اخلاقی اور تمدنی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔ عرب کی تصویر جیسی بھیانک تصویر وہ سب کو معلوم ہے۔ یہی حال افریقہ کے براعظم کا تھا۔ مصری تہذیب بھی ایک ممی شدہ لاش کی طرح بے جان ہو چکی تھی غرض سارا عالم تاریکی کی لپیٹ میں تھا بقول حالی ؎

وہ قومیں جو ہیں آج غمخوار انساں !
درندوں کی اور ان کی طینت تھی یکساں
جہاں عدل کے آج جاری ہیں فرماں
بہت دور تھا پہنچا واں ظلم و طغیاں
بنے آج جو گلہ باں ہیں ہمارے
وہ تھے بھیڑیئے آدمی خوار سارے

کہ یکایک غیرت حق کو حرکت ہوئی اور دعائے خلیل اور نوید مسیحا ابر رحمت بن کر نمودار ہوا پھر ؎

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت !
کہ طالع ہوا مہ برج سعادت

اب سارا عالم روشن ہو گیا۔ ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ ساری کائنات مسرت و شادمانی سے جھوم اٹھی ؎

ہوا چاروں طرف اقصائے عالم میں پکار آئی
بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی

حضور رحمت عالم نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دنیا کا نقشہ بدل گیا۔ آپ نے علم و حکمت کے دریا بہائے۔ اخلاق و مروت کے زریں اصول سکھائے اخوت و مساوات کا سبق پڑھایا۔ تقویٰ و طہارت کے آب طاہر سے تزکیہ نفس کیا۔ وہ انسان جو اصل میں تمام کائنات کا مخدوم تھا۔ اپنی جہالت سے پتھر کی مورتیوں

درختوں ۔ سورج ستاروں اور آگ کی پوجا کرتا تھا۔ اسے
اس ذلت سے نکال کر ایک سچے معبود کے آستانے پر
جھکا دیا ؎

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے
دیئے سر جھکا ان کے مالک کے آگے

اب ایک ایسی ملت معرضِ وجود میں آئی جس نے
ہر طرف تہذیب کے چراغ جلائے ۔ تمدن کے پھول کھلائے
علم کے موتی بکھیرے ۔ حکمت کے جواہر لٹائے ۔ یہ فرشتہ
سیرت انسان سپین میں پہنچے تو اسے جنت ارضی بنا دیا۔
غرناطہ اور قرطبہ میں آج بھی ان کی عظمت کے نشان موجود
ہیں ۔ وہاں کے کھنڈرات میں بھی ان کا جلال چمکتا ہے
عروس البلاد بغداد کی شان و شوکت کو کون بھلا سکتا
ہے ۔ بغداد کے مقبروں میں وہ گنجہائے گراں مایہ آسودہ
خاک ہیں جن کے نوشتے پیرس و لندن کے کتب خانوں
کی زینت ہیں۔ ہمارے آباء کی کتابیں علم کے وہ موتی
ہیں جنہیں دیکھ کر ایک دردمند مسلمان کا دل سی پارہ ہو
جاتا ہے ؎

وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی ! !
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

اسی طرح سمرقند و بخارا ، دلی اور قسطنطنیہ کا ذرہ
ذرہ زبان حال سے پکار رہا ہے کہ پیغمبر اسلام صلے اللہ
علیہ وسلم نے ایک ایسی ملت کی تشکیل فرمائی جس نے دنیا
کے کونے کونے میں علم و حکمت کی روشنی پھیلائی اسی
لئے تو اقبال جیسا حساس دل تڑپے بغیر نہیں رہتا ؎

ترے سرود رفتہ کے نغمے علوم نو !
تہذیب تیرے قافلہ ہائے کہن کی گرد

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے کیمیا ، طبیعیات
ریاضی ، ہندسہ ، طب ، حکمت ، سیاست ، تجارت غرضیکہ
ہر علم و فن میں نہایت ہی شاندار کارنامے سرانجام دیئے۔
رازی و غزالی ۔ ابن رشد ۔ ابن خلدون ۔ جابر بن حیان مقدسی
ادریسی وغیرہ کے نام علوم و فنون کی قاموس میں ہمیشہ سر
فہرست رہیں گے۔

کارلائل ۔ موسیو ڈریپر ۔ پروفیسر آرنلڈ اور اسی
قسم کے دوسرے غیر جانبدار قسم کے غیر مسلم کھلے دل
سے اعتراف کرتے ہیں کہ یورپ میں احیائے علوم مسلمانوں
کا مرہونِ منت ہے ۔ عربوں نے جگہ جگہ ایسی یونیورسٹیاں
قائم کیں جن سے اہلِ یورپ نے فیض حاصل کیا ۔ یورپ
کے شہر جو آج حسن و جمال کا مرکز بنے ہوئے ہیں ظہور اسلام
سے قبل ایک داستانِ عبرت تھے ۔ کچے گھروندے ۔ نہ
روشندان نہ پختہ فرش نہ صفائی نہ پاکیزگی مگر اسلام
کی برکت سے کایا پلٹ گئی اور مشرق سے مغرب تک
ساری دنیا اسلامی تہذیب و تمدن کی دولت سے مالامال
ہوگئی اور یہ سب صدقہ ہے اس مقدس آقا کا جن کا
کا لقب ہے رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم

ہرا گیا سب کو باراں عرب کا
سپید و سیاہ پہ ہے احساں عرب کا

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں

اجتماعی طہارت کا اسلامی تصور

اَللّٰہُ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ

زندگی ایک ناقابلِ تقسیم وحدت ہے۔ ذہنی طور پر تجزیہ اگرچہ کیا جا سکتا ہے لیکن خارج میں ایک انسان کے اقتصادی افعال سیاسی کردار دینی اعمال و دنیوی احوال اس طرح باہم مربوط اور متتابع ہیں کہ انہیں مختلف شعبوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ عین اس وقت جب وہ سیاسی جولانگاہ میں معروفِ عمل ہوتا ہے۔ اس کا نقطۂ نگاہ بقاوزیست وکسب معاش اور للہیت و دینداری بھی ہوتا ہے۔ وہ پیکر حسن اخلاق بھی ہوتا ہے اور رہبر حسن معاشرت بھی۔ اس لئے بنیادی طور پر وہ "علم الاقتصاد" اس کی زندگی کے مسائل کو حل کرنے میں قطعاً ناکام ہے۔ جو اصولی اعتبار سے اخلاقیات وعمرانیات مذہبیات والہیات سے بیگانہ ہو اور وہ علم سیاست بھی عاجز ہے جو اپنی سیاسی الجھنوں کے سلجھاؤ میں اخلاق و مذہب کے دخل کو منافی سمجھتا ہے ہاں ہاں علم اخلاق بھی عبث اور فضول ہے جو اقتصاد و معاش کے مسائل زیرِ بحث لانے سے گریز کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ علم الہیات و مذہبیات بھی انسانی زندگی کا دشمن ہے جو اسے آداب معیشت احکام سیاست اور اطوار معاشرت کا سبق نہ دے

فی الحقیقت ان تمام ناکامیوں کی جڑ انسانی زندگی کی خانہ ساز تقسیم ہے جس کا نہ ہمیں حق ہے اور نہ ہم خارج میں(۲) ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جو انسانی زندگی کی حقیقی اور فطری تصویر پیش کرے اور زندگی کے تمام اعمال وافعال اور مختلف پہلوؤں کی اس ترتیب کے مطابق بحث کرے جیسے وہ فی الواقع وقوع پذیر ہوتے ہیں قرآن مجید ہی صرف ایسی کتاب اور سرچشمہ ہدایت ہے جو مسائل زندگی کی بحث ایسے انداز سے کرتا ہے کہ وہ ایک ناقابلِ تقسیم وحدت ہے اس لئے اس نے اس مفروضہ تقسیم کو یکسر پس پشت ڈال دیا ہے اور اس سے بے اعتنائی برتی ہے اور اپنے احکامات وارشادات کو اس طرح جاری فرمایا ہے کہ وہ خود ایک ناقابلِ تقسیم وحدت کی صورت اختیار کر گئے ہیں بلکہ اس نے اسے برداشت بھی نہیں کیا اسی لئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی آپ کی ازواج مطہرات کو خبر دی گئی تھی کہ "ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلا"۔ یعنی اگر تمہارا مطمع نظر دنیاوی زندگی اور اس کی رونق وشادابی رہی) ہے تو آؤ ہم (اپنی دینداری قائم رکھ کر) جو دنیاوی منفعت اور افادیت تم کو پہنچا سکتے ہیں وہ دے دیں اور تم کو حسن سلوک کے ساتھ (ہمیشہ کے لئے) اپنے سے جدا کر دیں۔

(۲ اس کے لئے کوئی وجود اور جواز پیش کر سکتے ہیں اس لیے)

اس کے بعد قرآن مجید نے اپنے معجزانہ انداز میں معیشت و معاشرت اور دین و دنیا کے احکام فرمائے ہیں اور تذکرے کے ضمن میں فرمایا "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا" اے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے ہر گھٹیا اور نامسعود باتیں دور رکھ کر تمہارے تخیلات اور انداز فکر کو پاک وصاف اور ستھرا بنانا چاہتا ہے۔

قرآن مجید کا نظریہ یہ ہے کہ بہتر معاشرہ کی تکمیل و ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام پہلوؤں کو بیک وقت متوازن اور مناسب اہمیت دی جائے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو کسی ایک پہلو پر بلا وجہ زیادہ زور دینے کا نتیجہ معاشرتی فساد اور قومی تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا اور یہی کچھ ہوا جب حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں قوم کی حمایت حاصل کرنے کے لئے فرعون نے قوم کے سامنے صرف اقتصادی پہلو کی کامیابیوں ہی کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور قوم کے مذاق کو بگاڑ دیا تو قرآن فرماتا ہے "فاستخف قومہ" اس نے ساری قوم کی عقل کھو دی اور انجام یہ ہوا کہ "فاوردھم النار" کہ وہ اپنی قوم سمیت دائمی ذلت و پستی کے جہنم میں جا گرا" اصل بحث سے پیشتر ضروری ہے کہ فرد اور جماعت کے متعلق قرآنی نقطہ نظر اجمالاً بیان کرنے کے ساتھ قرآنی احکام و تصریحات کی نوعیت کو واضح کر دیا جائے وحی الٰہی کی رہنمائیوں سے روگردانی کر کے جتنی حکمتوں اور فلسفوں نے فرد اور جماعت کا تعلق پیش کرنے کی کوشش کی وہ ہمیشہ افراط و تفریط کا شکار رہے اور انہوں نے ہر موقع پر اپنے نظریات کے طومار کو ناقابل عمل بنا دیا ایک طرف ایسے لوگ تھے جو فرد کے مقابلے میں جماعت کے وجود سے یکسر غافل ہو گئے دوسری طرف جماعت کے پراپیگنڈے کو اس قدر اچھالا گیا کہ فرد کی کوئی حیثیت و حقیقت نہ رہی سوا اس کے کہ وہ گھاس کے گٹھے کے تنکوں میں سے ایک تنکا ہے اس لئے کہ گٹھے کی ترکیب اس جیسے تنکوں سے ہوئی ہے اور بس۔
لیکن اسلام نے فرد کی انفرادیت و شخصیت اور جماعت کی اہمیت و عظمت دونوں کی بیک وقت آبیاری کی ہے۔
لہٰذا اس کے پاس جماعت کے لئے احکام ہیں تو فرد کے لئے بھی ہیں وہ صرف فرد کے لئے قانون کا شکنجہ تیار نہیں کرتا بلکہ وہ قوم کے منہ میں لگام دینا فرض سمجھتا ہے وہ "ان ابراہیم کان امۃ" کے مصداق ایسے افراد بھی تیار کرتا ہے جو جماعتوں کے رخ بدل کر رکھ دیں اور "کنتم خیر امۃ" کی طرح ایسی جماعت بھی بناتا ہے جو افراد کی زندگیوں کو بھلائی کی راہوں پر لگانے کی ذمہ دار ہو۔ پھر احکام دینے میں وہ کبھی فرد یا جماعت کی ذہنی و عقلی صلاحیتوں کو معطل نہیں کرنا چاہتا بلکہ انہیں مہمیز کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ زندگی کے ہر پہلو کے لئے ایسے کلمات۔ اصول و ضوابط اور بنیادی احکامات پیش کرتا ہے جو انسانی رائے کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں اس لئے جب حضرت معاذ نے عرض کیا "اجتہد برائی" کہ میں احکام کے بعد قرآن و سنت سے تیار شدہ ذہنیت و عقلیت کو کام میں لا کر تعامل امت کے پیش نظر اپنی رائے سے ایک راہ پیدا کروں گا تو آنحضور صلعم نے نہ صرف تصویب فرمائی بلکہ غایت درجہ خوشی کا اظہار فرمایا۔
ضروری ہے کہ ہم زندگی کے کسی پہلو کے لئے قرآن و سنت سے احکامات تلاش کرنے کی سعی میں اس امر کو پوری طرح ملحوظ نظر رکھیں کہ اس سے ہمارے لئے میدان عمل میں کیونکر اور کس قدر راہیں کھلتی ہیں۔ اس کے بعد اگر ہم فہم و بصیرت اور عدل و انصاف

کو کام میں لائے تو کامیابی قرآنی ضمانت ہے۔ آج صحت و صفائی کی اہمیت پر بحث کرتے ہوئے میں اپنی تمہید کے پیش نظر اس وقت اس حقیقت کو ابتداء ہی میں واضح کر دینا اپنا فرض اولین سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری ارواح صحیح نہ ہوئیں تو ہمارے اجسام کی صحت ہمارے لئے کچھ کام نہ آئے گی اور نہ ہماری گلیوں کی صفائی اور روشنی ہماری قومی زندگی میں حرکت و قوت اور نکھار پیدا کر سکے گی جب ہمارے دل کی دنیا گندی اور تاریک تر رہی تو ہماری زندگی کی ظاہری چمک دمک ہماری نجات کا باعث نہ ہو سکے گی اس لئے گلیوں اور سڑکوں سے اپنی توجہات کو آگے لے جانے کی ضرورت ہے قرآن مجید نے نبوی تعلیمات کی افادیت و مقصدیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا "یتلو علیھم ایاتک و یعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم" کہ حضرت ابراہیم نے دعا فرمائی اس قوم کو آخری رہنما بخش جو ان پر تیری کتاب کی آیات پڑھ کر اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے کر ان کی زندگی کے ہر گوشے کو مانجھ کر پاک صاف کر دے اور جلا بخشے پھر اس کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ ان تعلیمات سے جو قوم پیدا ہوئی وہ روحانی جلا سے "معاویۃ بن زنیم الجبل" ممبر پر کھڑے ہو کر کہہ سکتی تھی تو اس اکنامک ڈیویلپمنٹ اور سیاسی شعور بیدار کرنے میں دنیا کی امامت کی اور اس نے قرطبہ۔ قہر دان قسطاط، بغداد، غرناطہ، سامرہ اور رصافہ جیسے سینکڑوں صاف ستھرے شہر بسائے جن کے ماحول کو دیکھ کر اغیار دنگ رہ گئے اور بلاذری کو کہنا پڑا

" ہوا کے اعتدال، زمین کی خوبی، آب و ہوا کی لطافت و پاکیزگی کے سبب یہاں کے باشندوں کے اخلاق پسندیدہ چہرے شاداب ذہن تیز و رسا ہوتا ہے اور وہ عقل و دانش فہم و ذکا علم و ادب زرف نگاہی و قوت امتیاز میں یگانہ روزگار ہوتے ہیں " (باقی آئندہ)

بقیہ: تبلیغی جلسوں کی روئداد

باری باری تلاوت قرآن کی اور نعت خوانوں نے حسب پروگرام نعت خوانی سے حاضرین کے قلوب کو نور رسالت سے درخشاں کیا جن میں قاری عبداللطیف صاحب سیالکوٹی قاری محمد منیر صاحب گوجرانوالہ قابل ذکر ہیں۔ قاری عبدالباسط صاحب آف دمشق کی تلاوت کا ریکارڈ سنایا گیا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے بعد ازاں مولانا الحاج سراج الملت رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کراچی میں ایک ریکارڈ کی ہوئی تقریر سنائی گئی جس سے سامعین کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ ہمارے سامنے سٹیج پر تشریف لا کر ہمارے دلوں کو تابندہ فرما رہے ہیں اس کے بعد پھر سلسلہ نعت خوانی کا شروع ہو گیا جسمیں صاحب زادہ محبوب حسین شاہ صاحب قاری عبداللطیف صاحب سیالکوٹی غلام مصطفیٰ فرزند اکبر شیخ افتخار احمد صاحب قصوری مختار احمد صاحب کراچی صوفی دین محمد صاحب صاحبزادہ ظہور حسین صاحب قابل ذکر ہیں حضرت مولانا محمد رمضان صاحب خطیب چھاؤنی لاہور نے صداقت اسلام پر تقریر کی مولانا محمد نواز صاحب بھنگوی نے اتباع رسول پر مولانا محمد شفیع خطیب کاموں کے نے ختم نبوت پر تقریر کی بعد ازاں مولانا محمد صدیق صاحب کہروڑ پکا نے حضرت امیر ملت کی شان میں قصیدہ پڑھ کر سنایا بعد ازاں (باقی صفحہ ۹ پر)

اطلاعات

یاران ملتان یاران ملتان بڑی جد و جہد سید ولی محمد شاہ صاحب کی معاونت سے چار صد دو روپے کی خطیر رقم برائے تعمیر روضہ مبارک حضرت امیر ملت عاشق رسول محبوب الٰہی حضور قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ بڑی نیازمندی اور خلوص قلب سے سالانہ عرس شریف کے موقعے پر جلسہ میں ۱۲ ؍ ۵ ؍ ۶۶ کو جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کی خدمت عالیہ میں پیش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ چندہ دہندگان کے دینی و دنیوی مقاصد پورے فرمائے۔ اور خیر و برکت عطا کرے۔ آمین۔ ادارہ انوار الصوفیہ یاران ملتان کی اس مخلصانہ مساعی کو بنظر تحسین دیکھتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ماہنامہ انوار الصوفیہ کا خریدار بننے کی بھی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

یاران لائل پور حسب سابق امسال بھی چند دیگیں اور شامیانے لنگر کے لئے بنوا کر لائے ہیں۔ وہاں کے خلفاء جناب چوہدری الحاج عطا محمد صاحب اور جناب کوکب ہدایت حاجی اللہ دوھایا اور جناب شیخ غلام جیلانی سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ لائل پور کی توجہ سے لائل پور کے یاران طریقت دن بدن منظم ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کا اتحاد و اتفاق قابل رشک ہے۔ ہر ہفتہ ان کا اجتماع برائے حلقۂ ذکر قابل دید ہوتا ہے۔ عرس شریف پر بھی بذریعہ ڈوبیوں کا بڑی تنظیم سے آئے۔ اور مڈل سکول علی پور کی وسیع عمارت میں فروکش ہوئے۔ اور یہاں آکر بھی رضا کارانہ طور پر مختلف خدمات پر بڑی مستعدی کام کرتے رہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ رسالہ انوار الصوفیہ کی اعانت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ارتحال حضرت مولانا جناب کلیم صاحب حیدر آبادی کی لڑکی آستانہ عالیہ دربار علی پور شریف کی کنیز نور آمنہ صدیقی بتاریخ یکم مئی ۱۹۶۶ء بروز اتوار بوقت سوا چار بجے بحالت ذکر وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ بڑی صالحہ اور پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گذار تھیں مرنے سے چند لمحہ قبل کہا کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے میں ان کو دیکھ رہی ہوں ان کو ادب سے بٹھاؤ اس کے بعد ذکر کرتی رہیں تا آنکہ روح کا جسم سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جملہ یاران طریقت سے استدعا ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ ادارہ انوار الصوفیہ جناب حکیم صاحب اور جملہ لواحقین کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے۔

معاونین رسالہ ۱۔ جناب حاجی شیخ کرم الٰہی صاحب ہر سال عرس شریف کے موقع پر رسالہ انوار الصوفیہ کے لئے پچاس روپے عطا فرمایا کرتے ہیں امسال پچاس روپے عطا کرتے ہوئے انہوں نے

(باقی بر صفحہ ۳۲)

آداب اور حقوق

کھانے پینے کے آداب

اسلامی اخلاق اور حسنِ معاشرت سے یہ بھی ہے کہ کھانے پینے کے آداب ملحوظ رکھے جائیں۔ تاکہ اس کے اندر بھی اسلام اور غیر اسلام کا فرق نمایاں نظر آ سکے۔

کھانے پینے کا مقصد

قدرت نے زندگی اور نظامِ زندگی کچھ اس طرح بنایا ہے کہ اس میں کھانا پینا زندگی کے لئے ضروری ہے۔ پس کھانا اور پینا صرف اس لئے ہونا چاہیئے کہ اس سے زندگی کو باقی رکھا جا سکے نہ کہ زندگی اس لئے ہونی چاہیئے کہ صرف کھانے پینے کی تلاش ہی میں گزار دی جائے۔ کھانے پینے کے معاملے میں ذیل کے آداب اور شرائط کی پابندی بحیثیت مسلمان کے لازم ہے۔

(۱) حلال اور پاک روزی کھانا چاہیئے۔ قرآن پاک نے حکم دیا کُلُوا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ تم لوگ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو

(۳) حضور نے ارشاد فرمایا۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ اس کا پینا حرام ہے اس کا لباس حرام ہے تو اس کی دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ حلال کھانے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں جو ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ اور اس کا رسول راضی ہوتا ہے۔ جو سب سے بڑی نعمت ہے۔

کھانے کے دوران کے آداب

کھانا کھاتے وقت ذیل کی باتوں کا لحاظ رکھنا مسنون ہے:۔

(۱) کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا چاہئیں۔

(۲) دو زانو بیٹھ کر، اکڑو بیٹھ کر یا کسی ایسے طریقے پر بیٹھ کر جس سے فخر اور تکبر ظاہر نہ ہو، بیٹھنا سنت ہے۔

(۳) بسم اللہ کہنا بھی سنت ہے اگر شروع میں یاد نہ رہے تو درمیان یا جب یاد آ جائے۔ یہ الفاظ کہہ دے۔ بسم اللہ اولہٗ و اخرًا۔

(۴) اپنے سامنے جو چیز ہو اسی کو کھانا چاہیئے ادھر ادھر ہاتھ بڑھانا خلافِ ادب ہے۔

(۵) کھانا اگر حسبِ منشا نہ ہو تو اسے برا نہ کہے بلکہ کھانے سے ہاتھ روک لے۔

(۶) کھانا ٹیک لگا کر کھانا سنت ہے۔ اسی طرح پاؤں پھیلا کر کھانا بھی خلافِ ادب ہے۔

(۷) کھانا اگر گرم ہو تو اس کو ٹھنڈا ہونے تک نہ کھائیں منہ سے پھونک مارنا نہ چاہیئے۔

(۸) کھانا خوب بھوک لگنے پر کھانا چاہیئے اس سے صحت درست رہتی ہے۔ حضور نے فرمایا اپنے معدے

کے لئے تین حصے مقرر کرلو۔ ایک کھانے کے لئے دوسرا پانی کے لئے اور تیسرا ہوا کے لئے۔

(۹) کھانا نہایت اطمینان اور آرام سے کھانا چاہیئے تاکہ ہضم ہونے میں سہولت ہو۔

(۱۰) کھانے کے دوران خدا کی حمد شکر اور دین کی باتیں بھی مسنون ہیں۔

(۱۱) اگر کھانے پر ایک سے زیادہ آدمی ہوں تو ان کا ادب احترام اور ان کی سہولت کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

(۱۲) کھانے پر اگر کوئی بزرگ شخص ہوں تو ابتدا اسے ان سے کرانی چاہیئے اگر خود اس درجہ پر فائز ہو تو جلد ابتدا کرنی چاہیئے۔

(۱۳) کھانا کھاتے وقت کوئی کام ایسا نہ کریں جس سے دوسروں کو کراہت آتی ہو۔

(۱۴) ہمارے حضور نفاست پسند تھے۔ آپ نے کھانے پینے میں بھی نفاست کی نہایت تاکید فرمائی ہے۔

(۱۵) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا کھانا حرام ہے کیونکہ اس سے تکبر اور غرور پیدا ہوتا ہے جو روح کی پاکی اور نفاست کے خلاف ہے۔

(۱۶) حتے الامکان ٹوٹے ہوئے برتن میں کھانے سے گریز کرنا چاہیئے۔ حضورؐ نے فرمایا اس سے بے برکتی ہوتی ہے

(۱۷) اسی طریقے پر دسترخوان پر کوئی ایسا برتن نہ آنا چاہیئے جس سے نفاست میں فرق آتا ہو۔

پانی پینے کے آداب!

(۱) پانی بیٹھ کر پینا چاہیئے۔ تین حالتوں میں پانی کھڑے ہو کر پینے کی اجازت ہے۔

(ا) وضو کا بچا ہوا پانی

(ب) کسی بزرگ یا عالم دین کا جھوٹا پانی

(ج) زم زم شریف کا پانی

(۲) پانی کم از کم دو ورنہ تین سانسوں میں پینا چاہیئے۔

(۳) ایک ہی سانس میں پانی پینا منع ہے کیونکہ اس سے حلق میں پھنسنے کا خطرہ ہے۔

(۴) پانی پینے سے پہلے بسم اللہ کہنا سنت ہے۔ اور پانی پینے کے بعد الحمد للہ کہنا۔

(۵) پانی کے لئے خصوصیت سے یہ ہدایت ہے کہ وہ نہایت صاف اور شفاف ہونا چاہیئے۔

(۶) دھوپ میں رکھا ہوا پانی نہ پینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے برص پیدا ہو سکتا ہے۔

آدابِ مجلس؛

اسلام نے تمام ضروری چیزوں کی طرح اٹھنے بیٹھنے کے آداب اور قاعدے مقرر کئے ہیں جن پر عمل کر کے اٹھنے بیٹھنے میں بھی اسلامی شان پیش کی جا سکتی ہے۔ اور ان آداب کی پیروی کر کے نشست و برخاست کو بھی عبادت بنایا جا سکتا ہے مثلاً اٹھنے بیٹھنے اور مجلس میں نیت کی جائے کہ ہم اپنے حضورِ پاک کی طرح اٹھیں بیٹھیں گے اور آداب مجلس کا خیال رکھیں گے۔ ہمارے حضور کا طریقہ گرامی یہ تھا۔ کہ آپ اپنے لئے کوئی مخصوص جگہ مقرر نہ فرماتے تھے نہ اپنے

لئے کوئی امتیازی نشان قائم کر رکھا تھا۔ بلکہ عام مسلمانوں کی طرح نہایت سادگی سے اٹھتے بیٹھتے تھے اور سب کے درمیان عام مسلمانوں ہی کی طرح نظر آتے تھے حتیٰ کہ جو لوگ باہر سے آتے ان کو دریافت کرنا پڑتا کہ آپ میں محمد کون ہیں آپ کی مجالس وقار اور سکون کا نمونہ تھیں۔ کسی شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ بلند آواز سے بات کرے یا آپس میں کاناپھوسی کرے جب حضور کوئی بات فرماتے تو سب کے سب ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور جب تک بات نہ ہوتی کوئی شخص درمیان میں بات قطع کرنے کی جرأت نہ کر سکتا مسلمانوں کے ادب اور وقار کا یہ عالم ہوتا گویا ان کے سروں پر پرند بیٹھے ہوتے ہیں۔

۲۔ جب حضور گفتگو فرما لیتے تو اگر لوگوں کو کچھ دریافت کرنا ہوتا۔ نہایت ادب اور احترام سے دریافت کرتے۔ اگر کوئی شخص بعد میں آتا تو صحابہ رض اس کے لئے خندہ پیشانی سے جگہ پیش کرتے اگر حضور کو خود کسی مجلس میں شرکت کا اتفاق ہوتا تو جہاں جگہ مل جاتی تشریف فرما ہو جاتے۔ کسی کو اٹھا کر بیٹھنا یا مجمع کو پھلانگ کر جانا آپ کو نہایت ناپسند تھا اور اس کو آپ نے منع فرمایا۔

۳۔ نیز یہ بھی آپ کی ہدایت ہے کہ اگر مجلس میں کوئی بات پوشیدہ بطور مشورے کے کی جائے تو اس کو مجلس کے باہر بیان نہ کیا جائے۔ اس کو آپ نے امانت میں خیانت قرار دیا۔ اسی طریقے پر مجلس میں بیٹھ کر کوئی ایسی بات کرنا جس سے دوسروں کو اذیت پہنچے اس سے بھی منع فرمایا۔

۴۔ مجلس میں کچی پیاز یا لہسن کھا کر آنا اسی اصول کے پیش نظر منع ہے۔

۵۔ مجلس میں صفائی اور ستھرائی کا آپ نے خاص طور پر حکم دیا۔ چنانچہ جمعہ کے لئے غسل اور صاف کپڑوں کی تاکید اسی قاعدے کے پیش نظر ہے۔

پس یہ آداب مجلس حضور کے مبارک طریقوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اگر اسی نیت سے ان پر عمل کیا جائے کہ ہم کو سنت کی پیروی کا ثواب ملے گا تو اس قسم کی مجلسیں اور محفلیں داخل عبادت ہوں گی۔

مجلسوں اور محفلوں میں اللہ کا ذکر اور رسول ؐ کے احکام۔ تبلیغ دین۔ خدمت خلق اور مسلمانوں کے نفع کا ذکر ہونا چاہیئے۔ ان میں ایک صدر یا امیر بھی ہونا چاہیئے پھر تمام جائز اور اچھی باتوں میں اس کی پوری پوری اطاعت کرنی چاہیئے۔

اس قسم کی جو مجلسیں، محفلیں یا اجلاس ہوں گے وہ کے تمام اجلاسوں سے نمایاں تر اور بالا تر نظر آئیں گے۔ اور یہی مقصود اور مطلوب ہے۔

آداب لباس

لباس کا مقصد ستر چھپانا۔ موسم کے اثرات سے اپنے کو بچانا، اور زیب و زینت ہے۔ اسلام نے کوئی خاص لباس مقرر نہیں کیا۔ کیونکہ یہ ایک عالمگیر مذہب ہے اور عالمگیر مذہب کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ کسی خطے یا کسی قوم کا لباس دنیا کے لوگوں کے لئے مقرر کر دے اس لئے اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ لباس پوری طرح ساتر ہو اور تکبر و غرور کے اظہار کا باعث نہ ہو۔

علی پور شریف کے سالانہ عرس شریف منعقدہ ۱۲، ۱۳ مئی کے

تبلیغی جلسوں کی مختصر رُوئداد

علی پور شریف میں انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام نو لسیٹھواں سالانہ جلسہ بڑی شان و شوکت اور تزک و احتشام سے منعقد ہوا۔ جید اور فاضل علماء نے مختلف مسائل اور موضوعات پر تقریریں کیں جن سے سامعین کے قلوب میں روحانیت کی درفشانیاں اور تابانیاں پیدا ہوئیں۔ نعت خوانوں نے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ھدیہ نعت خوانی پیش کیا۔ علماء نے جس ترتیب سے مواعظ حسنہ سے لوگوں کو سرشار کیا وہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۲ مئی بروز جمعرات نشست اول بوقت صبح } پہلی نشست صدر الصدور حضرت مولانا صاحبزادہ غلام نقشبند چوراہی مدظلہ العالی کی صدارت میں ہوئی۔ جلسہ کا پروگرام شروع ہونے سے قبل حضرت مولانا الحاج پیر محمد شفیع صاحب چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی۔ بعدازاں جناب حافظ نور احمد صاحب سیکرٹری مرکزی انجمن خدام الصوفیہ نے قرار داد تعزیت پیش کی۔ بعدازاں جناب صدر صاحب مذکور کی صدارت کا اعلان کیا گیا۔ پھر جلسہ کی کاروائی تلاوتِ قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ قرآن شریف کی تلاوت قاری عبدالحمید صاحب تمیذ خاص قاری غلام رسول صاحب نے نہایت لطیف اور پاکیزہ انداز میں کی کہ ہر طرف سبحان اللہ سبحان اللہ کی گونج تھی۔ بعدازاں مدرسہ نقشبندیہ کے طالب علم مولوی محمد یوسف صاحب نے اطاعت رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) پر موثر تقریر کی۔ ان کے بعد محمد فاضل صاحب ملتانی نے نعت، شریف پڑھی۔ ان کے بعد صوفی محمد طفیل صاحب شیخ افتخار احمد صاحب قصوری اور حکیم مبارک احمد صاحب لاہوری اور محمد لوٹا صاحب علی پوری اور صاحبزادہ محبوب حسین شاہ صاحب اور ملک نورالدین صاحب ہزاروی نے یکے بعد دیگرے وجد آفریں نعت خوانی کی۔ بعدازاں حافظ محمد اصغر صاحب متعلم مدرسہ نقشبندیہ علی پور نے فضائل صحابہ پر موثر تقریر کی۔ حاضرین نہایت مسرور ہوئے۔ پھر قاری حبیب اللہ صاحب متعلم مدرسہ نقشبندیہ نے وعظ سنایا۔ پھر حافظ محمد نذیر صاحب نے معیت صادقین پر بلیغ تقریر کی۔ پھر جناب پروفیسر منشاد علی صاحب نائب سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ نے شعائر اللہ کے موضوع پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ جس سے حاضرین نہایت محظوظ ہوئے۔ پھر مولانا نصراللہ خاں نیازی خطیب ڈسکہ نے فضائل اولیاء پر وعظ فرمایا پھر مولانا محمد عالم صاحب خطیب کھاریاں چھاؤنی نے اپنے مخصوص لہجہ میں مدلل وعظ فرمایا۔ بعدازاں قریباً ایک بجے میاں محمد اقبال انور صاحب قصوری نے سلام پڑھا اور دعائے خیر پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

نشست ثانی
۹ بجے شب تا ایک بجے شب

سید خورشید حسین صاحب و ذاکر حسین صاحب نے یکے بعد دیگرے تلاوت قرآن پاک کی ۔ اس کے بعد محمد صدیق صاحب ملتانی محمد اسماعیل صاحب قصوری صاحبزادہ سید منصور حسین شاہ صاحب، قاری محبوب حسین لاہوری صوفی محمد حنیف منڈی پھلروان ۔ گمغزوش صاحب ۔ عبدالرشید صاحب ریڈیو سنگر نے ولولہ انگیز نعت خوانی سے حاضرین کے قلوب کو نور ایمان بخشا ۔ بعدازاں حضرت العلام مولٰنا حافظ غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ نے شان اہل بیت کے نورانی موضوع پر براہین و دلائل کی روشنی میں فاضلانہ تقریر کی جس سے حاضرین نہایت محظوظ و مسرور ہوئے ۔

آپ کے بعد حضرت مولٰنا پیر افضل حسین شاہ صاحب علی پوری نے فضائل شیخین پر تقریر کی ۔ اس کے ضمن میں جو امر عقیدہ اہل سنت وجماعت کو شیعہ حضرات سے جدا کرتا ہے اس کو دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے محقق و مثبت فرمایا۔ آپ کے بعد سلام پڑھا گیا اور جلسہ برخاست ہوا ۔

۱۳ رمئی بروز جمعہ
نشست اول بوقت ۹ بجے صبح

جلسہ کا آغاز بصدارت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولٰنا الحاج پیر محمد صدیق شاہ صاحب چوراہی قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا قرآن پاک کی تلاوت طلبایہ مدرسہ نقشبندیہ نے کی ۔ نعت خوانی حافظ محبوب حسین شاہ صاحب و عبدالرشید صاحب ریڈیو سنگر و صوفی محمد الدین قصوری و خلیفہ مجاز معزالدین صاحب و نواب الدین صاحب گجراتی و غلام رسول جوہر قصوری نے کی ۔ حاضرین نہایت محظوظ و مسرور ہوئے ۔ بعدازاں حضرت مولانا غلام رسول گوہر ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ نعرہ ہائے تکبیر اور گوہر زندہ باد کے نعروں کے تھیرمٹ میں سٹیج پر تشریف لائے ۔ آپ نے اپنے مخصوص اور دلربا انداز میں قرآن شریف کی تین آیات تلاوت فرما کر ضرورت بیعت پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ۔ مولٰنا نے بیعت کی ضرورت اور اس کے مقصد کو جس انداز سے بیان فرمایا اس سے جملہ حاضرین نہایت محظوظ و مسرور ہو رہے تھے اور دلوں کی روحانی کھیتوں کو آپ کے وعظ سے تازگی نصیب ہو رہی تھی ۔ آپ نے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ وعظ فرمایا ۔ آپ کے بعد حضرت مولانا حاجی اللہ دد صاحب [illegible] علی پوری اور مولٰنا ضیاء اللہ صاحب نعمانی نے دلوں کو تابندگی بخشنے والی تقریریں فرمائیں ۔ اسی نشست میں حضرت مولانا غلام رسول گوہر سے قبل، جناب حاجی خوشی محمد صاحب ملتانی نے حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تین کرامتوں کا ذکر فرمایا ۔ جو انہیں کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں ۔ بعدازاں جناب راقب مرحوم کی رباعیات پڑھ کر سنائیں جس سے حاضرین نہایت محظوظ ہوئے ۔ قریباً ایک بجے شب جلسہ برخاست ہوا ۔

۱۴ رمئی بروز جمعہ
نشست دوم
۹ بجے شب تا ۴ بجے صبح

۱۴ رمئی جمعہ کو آخری نشست کے پروگرام کے آخیر ایصال ثواب کے لئے ختم پڑھا جاتا ہے اس لئے اس میں کثیر اژدہام اور بھیڑ ہوتی ہے اور وقت بھی معمول سے زیادہ صرف ہوتا ہے ۔ یہ نشست حضرت سجادہ نشین علی پوری مدظلہ کی صدارت میں شروع ہوئی ۔ حفاظ نے

(باقی بر صہ ۴۳)

علی پور شریف میں

سالانہ عرس شریف کی روئداد

اولیاء کرام جو عالم برزخ میں آسودہ ہیں ان کے ماننے والے عقیدت مند ازمنۂ قدیم سے ان کا یوم وصال جس کو عرس کہتے ہیں مناتے چلے آتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ان کے مشاہد و مزارات پر عقیدت ومحبت کے پھول چڑھانے کے لئے دور دراز سے لوگ پروانہ وار کھچے چلے آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ولی اور اس کے مقبول ومحبوب کے مزارات کی دیوار کے ساتھ عشق ومحبت کی مے سے سرشار و بے خود ہو کر سروں کو ملتے اور اپنی بے تابیوں کا درماں حاصل کرتے ہیں۔ عشاق کے لئے محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز احترام میں محبوب ہی کا حکم رکھتی ہے جب شمع توحید کے پروانے اپنے شیخ کے مزار پر جس نے توحید کے چمنستان سے آشنا کیا پہنچتے ہیں تو ان کو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم نے اپنے شیخ کو پالیا اور جبہ سائی کے لئے عقیدت ومحبت کے مدار و مرکز پر حاضر ہوگئے۔ پاک و ہند کے ہر خطہ اور ہر شہر میں ان نفوس قدسیہ کا جنہوں نے اپنی حیات کے ایک ایک لمحہ کو اور نفسانی ہوا و ہوس کو اور دنیوی لذات کو قرب حق کے میدان میں تگ و تاز کرنے کے لئے نظر انداز کر دیا ہر سال عرس ہوتا ہے انہیں نفوس قدسیہ سے ایک شخصیت آفتاب کی طرح روشن اور جگمگاتی ہوئی اہل دنیا کو چاہ ضلالت سے نکال کر شاہراہ ہدایت پر چلانے والی۔ مولانا الحاج امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہٗ علی پوری اولیاء کرام کی صف میں وہ مقام رکھتے ہیں جو آفتاب کو کواکب میں ہے۔ آپ نے دین حق کی جو خدمت کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے لاکھوں عقیدت مند علی پور شریف میں آپ کا سالانہ عرس شریف کرتے ہیں۔ جن میں پاک و ہند کے یاران طریقت اور آپ کے عقیدت مند ہزاروں کی تعداد میں والہانہ طور پر دور دراز سے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ عرس شریف ہر سال ۱۰، ۱۱ مئی کو دو دن ہوتا ہے، امسال چونکہ دس گیارہ مئی کو گوشت کا ناغہ تھا اس لئے دو دن بعد ۱۲، ۱۳ مئی بروز جمعرات و جمعہ منعقد ہوا۔ حسن اتفاق سے دس، گیارہ کو جو عرس شریف کی سابقہ تاریخیں تھیں خوب موسلا دھار بارش ہوئی اور کہیں کہیں ژالہ باری بھی ہوئی۔ اس سے عرس شریف کے دو دن بڑی سردی رہی یوں معلوم ہوتا تھا کہ موسم سرما آگیا ہے۔ عرس شریف کی شمولیت کے لئے جو بے پناہ خلقت آئی ہوئی تھی۔ انہوں نے بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ یہ دو دن نہایت خوشگوار موسم میں اس طرح گذارے کہ گرمی کا تصور اور وہم بھی نہ ہوا۔ امسال

حویلی میں جلسہ ہونے کی بجائے مسجد نور میں جو عجوبۂ روزگار ہے اور ساری قیمتی سنگ مرمر سے تعمیر ہوئی ہے، ہر دو روز جلسہ ہوا علماء کرام نے حسب پروگرام مواعظ حسنہ سے لوگوں کو خوب محظوظ کیا جس کی تفصیل آئندہ آ رہی ہے۔ لوگوں کی سہولت کے لئے علی پور شریف کی گلیوں میں حلوائیوں اور نانبائیوں اور چائے والوں اور بساطیوں کی دوکانیں سجی ہوئی تھیں دوکانوں کی رونق سے علی پور شریف کی گلیوں پر انارکلی لاہور کا دھوکہ ہو رہا تھا۔ حسب موسم فالودہ اور ٹھنڈے مشروبات کی بھی دوکانیں بھی اپنی بہار دکھا رہی تھیں۔ مزار شریف کے سامنے بھی ایک بازار لگا ہوا تھا۔ کئی جگہوں پر کتابوں کی بھی دوکانیں تھیں۔ جن میں شریعت و طریقت کے موضوع پر بہترین مصنفوں کی لکھی ہوئی کتابیں دستیاب ہوتی تھیں۔ لوگوں کو دو وقت کا کھانا کھلانے کے لئے نہایت وسیع لنگر کا انتظام تھا۔ جس میں دو وقت زائرین کو عمدہ چاولوں کا پلاؤ اور زردہ اور گوشت روٹی کھلائی جاتی تھی۔ علماء اور صوفیاء کرام اور خلفاء کو ضرورت اور حاجت کے مطابق ان کی نشستگاہوں میں کھانا بھیج دیا جاتا تھا۔ صبح تقریباً ۹ بجے یا اس سے قبل چائے لسی اور خوردنی چیزوں کا ناشتہ دیا جاتا۔ لنگر تقسیم کرنے میں آستانہ عالیہ کے صاحبزادگان بڑی ہمت اور جواں مردی کا ثبوت دیتے ہیں لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے اپنے آرام اور نیند تک کو قربان کر دیتے ہیں نہ راتوں کو سوتے ہیں نہ دن کو آرام کرتے ہیں اور اپنی صحت کی بھی پرواہ نہیں کرتے بعض علاقوں کے پیر بھائی بھی جو شروع سے حضرت قبلہ عالم کے فرمان سے مہمانوں کو کھانا کھلانے اور پانی بھرنے اور جلسہ گاہ میں دریاں بچھانے شامیانے لگانے اور اسٹیج تیار کرنے پر مامور ہیں بدستور سابق اپنے متعینہ اور مفوضہ کاموں کو بڑی چابکدستی سے سرانجام دیتے ہیں۔ ضلع جھنگ اور یاغستان اور کوہاٹ کے یار مہمانوں کی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد نظر آتے ہیں بروز جمعہ صبح ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک رابعہ عصر سیدہ بوجی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی صاحبزادی اور حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کی والدہ کا سالانہ عرس شریف حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب کے نئے مکان میں حسب سابق ہوا جس میں حضرت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہٗ العالی اور حضرت الحاج پیر سید اولاد حسین شاہ صاحب مدظلہٗ العالی صدر نشین تھے تمام صحن لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ نعت خوانوں نے نعتیں اور مناقب اور قصیدے پڑھے بعد ازاں حضرت مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب مدظلہ نے ختم شریف پڑھا قرآن شریف کے سینکڑوں ختمات اور ہزاروں کلمات اور سورتوں اور درود شریف کا ایصال ثواب کیا لاہور کے نعت خوانوں نے بڑی پرسوز لہجہ میں صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ جناب گلفروش صاحب اور جناب الحاج محمد دین صاحب قصوری اور جناب محمد اسماعیل صاحب قصوری نے نعت خوانی کی اور حاضرین کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں تبرک تقسیم کیا گیا ہر روز دو اجلاس ہوتے رہے ایک اجلاس صبح ۹ بجے سے ۲ بجے دوپہر تک اور دوسرا اجلاس بعد از نماز مغرب قریباً ۹ بجے سے ۲ بجے تک رات تک۔ ہر دو روز جلسوں کی روئیداد آئندہ اشاعت میں دیکھیں۔

آئندہ سال مبلغ یکصد روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے ادارہ انوار الصوفیہ آپ کے مدارج کی بلندی کے لئے دست بدعا ہے

۲۔ جناب غلام نقشبند صاحب جماعتی نقشبندی منصور آباد لائلپور ہر سال رجب کے مہینہ میں رسالہ انوار الصوفیہ کے لئے یکصد روپیہ عطا کرتے ہیں۔

۳۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب نقشبندی کلاتھ مرچنٹ منڈی گلی لائلپور مبلغ دوصد روپیہ عطا کرتے ہیں۔

۴۔ جناب حاجی محبوب علی خان صاحب ہیڈ کلرک پوسٹ آفس لائل پور ۱۰ روپیہ دیتے ہیں۔

۵۔ جناب حاجی امام الدین صاحب مدینہ ٹریڈنگ کمپنی اکبری منڈی لاہور	۱۰/۰۰	سالانہ
۶۔ جناب مستری غلام رسول صاحب صداقت پارک ساندہ خورد لاہور	۶۰/۰۰	"
۷۔ جناب صوفی عبدالعزیز صاحب رنگپورہ لاہور	45/00	"
۸۔ جناب عطاء اللہ صاحب خزانچی چک ۱۱۷ ضلع میانوالی	25/00	"
۹۔ جناب الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب نمبردار چک ۶ جنوبی بہلوال	۱۰/۰۰	"

ان کے علاوہ حضرت مولانا حاجی اللہ دوایا صاحب لائل پور حضرت مولانا صاحبزادہ محمد امین صاحب کنجاہ حضرت شیخ غلام جیلانی صاحب چوہدری حاجی عطا محمد صاحب لائل پور حاجی خوشی محمد صاحب اقبال نگر اپنی تبلیغ اور کوشش سے نئے خریدار بنا کر رسالہ کی توسیع اشاعت میں کوشاں رہتے ہیں۔ ادارہ انوار الصوفیہ ان سب معاونین کا خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

ادارہ انوار الصوفیہ کی کتب

ملفوظات امیر ملت	کرامات امیر ملت	افضل الرسل	مکمل سیٹ	پنج گنج
۰۰/۳	۰۰/۳	۰۰/۳	۰۰/۹، ۰۰/۸	۶/۰۰

یہ تینوں کتابیں یاران طریقت خرید کر اپنے ادارہ کی حسب المقدور اعانت فرمائیں۔ ان کتابوں کے علاوہ جس کتاب کی ضرورت ہو ادارہ ارزاں قیمت پر مہیا کرے گا آرڈر دے کر آزمائش کریں۔

ملفوظات امیر ملت حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر شاہ صاحب اور حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف سے بھی دستیاب ہوتی ہیں۔

گھر روشن ہو رہا ہے ۔ آپ نے ان کو فرمایا کہ اپنا منہ لا ، جس سے تو مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہے تاکہ میں اس کو بوسہ دوں ۔

محمد بن سعد نے کہا مجھ کو شرم آئی کہ اپنا منہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کر دوں ، میں نے اپنا رخسار آگے رکھ دیا ۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس پر بوسہ دیا ۔ جب میں بیدار ہوا تو سارا گھر خوشبو سے مہک رہا تھا اور آٹھ دنوں تک میرے رخسار سے خوشبو آتی رہی ۔

واقعہ ۴

کہتے ہیں کہ بیت اللہ شریف میں حج کے موقع پر ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ طواف اور سعی اور حج کے سب مقامات میں سوائے درود شریف کے کوئی اور دعا نہیں پڑھتا تھا ، اس سے پوچھا کہ تو کیوں نہیں وہ دعائیں پڑھتا جو یہاں پڑھی جاتی ہیں ۔ اس نے کہا میں نے اپنے ساتھ عہد کیا ہے کہ درود شریف کے ساتھ کسی دعا کو شریک نہیں کروں گا ، سبب اس کا یہ ہے کہ میرے باپ نے وفات پائی تو منہ اس کا گدھے کا ہو گیا ، میں نے اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھا تو بہت پریشان ہوا ۔ پھر اسی حال میں مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا ۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں ، آپ نے میرے باپ کے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اس کے منہ پر دست شفقت پھیرا جس سے میرے باپ کا منہ پھر اصلی حالت پر آگیا ، میں نے ان کا دامن تھام کر عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، میری جان آپ پر فدا ہو اس کا کیا سبب تھا جو میرے باپ کا منہ مرنے کے بعد گدھے کی صورت میں مسخ ہو گیا تھا ، آپ نے فرمایا تیرا والد سود کھاتا تھا اور جو سود کھاتا ہے اسکی جزا دنیا و آخرت میں یہی ہے لیکن تیرا والد ہر روز رات کو سونے کے وقت مجھ پر سو دفعہ درود شریف پڑھتا تھا اس وجہ سے میں نے اس کی شفاعت کی اور وہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گئی ۔

جب میں خواب سے بیدار ہوا اور اپنے باپ کے منہ کو دیکھا تو وہ چودھویں رات کے چاند کیطرح چمک رہا تھا ۔ جب اس کو دفن کیا تو اس وقت بھی میں نے ہاتف سے یہ آواز سنی کہ تیرے باپ کی مغفرت اس لئے ہوئی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرتا تھا ۔

واقعہ ۵

ایک طالب علم کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں کسی نے دیکھا اور پوچھا بتاؤ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے ، اس نے کہا مجھ کو اور تمام اہل مجلس کو بخش دیا ہے جو میرے ساتھ حدیث سنتے تھے اس واسطے کہ ہم جب

حدیث پڑھتے تھے یا سنتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے تھے اس سبب سے ہم سب کی نجات ہو گئی۔

"جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی برکات اور فضائل اور درود شریف کے صیغے!"

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بہت درود شریف پڑھو کیونکہ یہ دن دوسرے دنوں سے خاص فضیلت رکھتا ہے اور جو درود شریف جمعہ کے دن مجھ پر پڑھا جاتا ہے اس کو مجھ پر پیش کرتے ہیں اور میں تمہارے لئے نیکی کی دعا کرتا ہوں اور تمہارے واسطے مغفرت چاہتا ہوں۔

ایک روایت میں آیا ہے فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ یعنی جمعہ کا دن ایسا ہے کہ اس میں بارگاہ رب العزت کے خاص مقرب اور جلیل القدر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور درود خواں کے درود کو سنتے ہیں اور مجھے پہنچاتے ہیں۔

(جذب القلوب)

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مجھ پر جمعہ کے دن درود شریف بھیجا جائے وہ کہیں نہیں ٹھہرتا یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچتا ہے اور جس فرشتے تک پہنچتا ہے وہ ملائکہ کی جماعت کو کہتا ہے صَلُّوْا عَلٰی

قائلھا اتم درود شریف بھیجا ہیں کے قائل پر۔

(جذب القلوب)

ایک دوسری حدیث پاک میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی جمعہ کے دن مجھ پر سو دفعہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے اسی حاجتیں دنیا کی اور تیس آخرت کی۔ (جذب القلوب)

ایضاً جو شخص جمعہ کے دن ہزار دفعہ یہ درود شریف پڑھیگا جب تک وہ اپنی جگہ بہشت میں نہیں دیکھے گا، دنیا سے رخصت نہیں ہوگا۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

(جذب القلوب)

حدیث

سخاوی نے نقل کیا ہے کہ مرفوع حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص سات جمعہ تک جمعہ کے روز صرف سات دفعہ یہ درود شریف پڑھیگا اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگی۔ درود شریف یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّاٰتِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ

وَاَجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاَجْزِهٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اسّی سال کے گناہوں کی مغفرت کیلئے

حدیث:-

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر اسی مرتبہ درود شریف بھیجے اس کے اسی سال کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

کہتے ہیں کہ خالد بن کثیر کے سرہانے کے نیچے سے (مرنے کے وقت، اس کی روح قبض ہونے سے پہلے کاغذ کا ٹکڑا پایا گیا اس میں لکھا ہوا تھا بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ لِخَالِدِ بْنِ كَثِيْرٍ یعنی خالد بن کثیر کو آتش دوزخ سے آزاد کیا گیا ہے۔

لوگوں نے اس کے گھر والوں سے پوچھا کہ یہ کیا عمل کرتا تھا جس کے سبب اس کو یہ کرامت حاصل ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اس کا عمل یہ تھا کہ ہر جمعہ کے روز یہ ہزار دفعہ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا تھا۔

قضائے حاجت کیلئے

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جذب القلوب میں احیاء العلوم کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص دوشنبہ (پیر) کی رات کو چار رکعت نماز نفل پڑھے اور پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ) دس بار، اور دوسری رکعت میں بیس بار، تیسری میں تیس بار اور چوتھی میں چالیس بار پڑھے، اور سلام پھیر کر ۷۵ بار پڑھے اور اپنے اور والدین کے لئے ۷۵ بار استغفار کرے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ۷۵ دفعہ درود شریف پڑھے اس کے بعد اپنی حاجت کا رب العالمین سے سوال کرے، جو بھی حاجت ہوگی پوری ہوگی۔

دفع فقر و فاقہ کیلئے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعرات کے دن مجھ پر درود شریف پڑھے وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا

شیخ نے جذب القلوب میں لکھا ہے کہ اگرچہ درود شریف کا پڑھنا ہر وقت اور ہر جگہ مستحب و مستحسن اور موجب خیر کثیر ہے لیکن ان چند جگہوں میں پڑھنا بہت بہتر ہے۔ وہ جگہیں یہ ہیں:۔

۱۔ طہارت کے بعد اگرچہ تیمم کے بعد ہو۔
۲۔ نماز میں تشہد کے بعد۔
۳۔ شافعیہ کے نزدیک دعا قنوت کے بعد۔
۴۔ نماز کے بعد۔
۵۔ اذان اور اقامت کے بعد۔
۶۔ نیند سے نماز تہجد کے واسطے اٹھنے کے بعد۔
۷۔ اللہ کی حمد و ثنا اور نماز تہجد کے بعد۔
۸۔ مسجد کے پاس سے گذرنے کے وقت۔
۹۔ مسجد میں آنے کے وقت اور اس سے نکلنے کے بعد۔
۱۰۔ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو، بالخصوص جمعہ کی نماز کے بعد۔
۱۱۔ ہفتہ، اتوار، پیر اور جمعرات کے دن۔
۱۲۔ خطبہ شریف میں۔
۱۳۔ دن کے پہلے حصہ میں اور پچھلے حصہ میں۔
۱۴۔ سحری کے وقت۔
۱۵۔ خطوط میں بسم اللہ کے بعد۔
۱۶۔ عید کی تکبیرات میں (شافعیہ کے نزدیک)
۱۷۔ نماز جنازہ میں۔
۱۸۔ احرام باندھنے کے وقت۔
۱۹۔ "لبیک" کہنے کے وقت۔
۲۰۔ صفا و مروہ پر۔
۲۱۔ تکبیر و تہلیل کے بعد۔
۲۲۔ بیت اللہ شریف کی زیارت کے بعد۔
۲۳۔ حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت اور طواف و التزام اور مواقف حج میں۔
۲۴۔ روضہ مطہرہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک
۲۵۔ آثار نبویہ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام متبرکہ کی زیارت کے وقت۔
۲۶۔ بازار میں جانے کے وقت۔
۲۷۔ قرآن شریف کے ختم کرنے کے وقت۔
۲۸۔ کسی نیک محفل میں اس سے علیحدہ ہونے سے پہلے پہلے۔
۲۹۔ دوست کی ملاقات کے وقت (پیر، استاد، والدین سب اسی میں داخل ہیں۔
۳۰۔ دعوت میں داخل ہونے کے وقت اور پھر اس سے واپس آنے کے وقت۔
۳۱۔ کوئی گناہ صادر ہونے کے بعد تاکہ اس کا کفارہ ہو جائے۔
۳۲۔ گھر میں داخل ہونے کے وقت۔
۳۳۔ خوف اور حاجت کے وقت۔
۳۴۔ شدت غم کے وقت۔

۳۵۔ کان کے آواز کرنے کے وقت۔
۳۶۔ غرق ہونے کے خوف کے وقت۔
۳۷۔ ہر کلام کے شروع کرنے کے وقت بشرطیکہ وہ کلام منہیات سے نہ ہو۔
۳۸۔ وعظ کرنے احدیث پڑھنے اور تعلیم دینے کے وقت۔

تنبیہ:-

کئی آدمی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم" نہیں لکھتے بلکہ اس کی بجائے صلوٰۃ کی یہ علامت (ص، صلعم) ڈال دیتے ہیں اور اس میں وہ کاغذ کے ٹکڑے یا سیاہی یا وقت کی کفایت کرتے ہیں، اس کو علماء ربانی نے دلائل کے ساتھ منع فرمایا ہے کیونکہ صرف صلوٰۃ کی علامت سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا حق ادا نہیں ہوتا، بلکہ وہ اسی طرح ادا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کو زبان سے پڑھنے یا سننے یا لکھنے کے وقت پورا درود شریف پڑھا جائے یا لکھا جائے، اسی طرح صحابہ کرام کے نام کے ساتھ بجائے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (رضؓ)، اور اولیاء کرام کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے (رح) لکھنا بھی خلاف ادب ہے اور عندالشرع ناجائز ہے۔

جذب القلوب میں شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی کاغذ میں بخل کرنے کے سبب سے سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک پر "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" نہیں لکھتا تھا، اس کے ہاتھ پر بطور عذاب کے اکلہ ہوگیا۔

ایک اور آدمی تھا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف "صلی اللہ علیہ" لکھتا اور "وسلم" نہیں لکھتا تھا۔ خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو توبیخ و سرزنش کی کہ تو اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم کرتا ہے۔ یعنی "وسلم" کے چار حروف ہیں اور اس کے لکھنے یا کہنے سے اس کے ایک ایک حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ملنے سے مجموعہ چالیس نیکیاں ہوتی ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح کتابت میں "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کی بجائے (ص۔ص۔م۔صلعم) لکھنا منع ہے اور خلاف ادب ہے اسی طرح "وسلم" کی بجائے اس کی رمز (ع۔م) کا لکھنا بھی منع ہے۔

نقل ہے کہ ایک آدمی کو اس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے اور کس سبب سے تم کو بخشا ہے؟ اس نے کہا اس سبب سے کہ میں کتاب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ "صلی اللہ علیہ وسلم"

لکھا کرتا تھا۔

نقل ہے کہ کسی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ نے فرمایا میرے اوپر میرے رب نے رحمت اور بخشش کی اور مجھے اٹھا کر بہشت کی طرف اس طرح لے گئے جس طرح دلہن کو لیجاتے ہیں اور مجھ پر موتی اور یاقوت نثار کیے گئے جس طرح دلہن پر نثار کیے جاتے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے رسالہ میں یہ درود شریف لکھا تھا:

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغٰفِلُوْنَ،

جاننا چاہئے کہ اولیاء اللہ کو ان کے مرنے کے بعد جنت میں اس طرح لیجایا جاتا ہے جس طرح دلہن کو اس کے گھر میں اور شوہر کے گھر والوں کو جس طرح دلہن کے آنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے اسی طرح جب اللہ کا بندہ دنیا سے انتقال کرتا ہے تو عالم بالا میں بے حد خوشیاں منائی جاتی ہیں اور اس کے جلو میں اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ملائکہ کی جماعتیں ہوتی ہیں اور اس پر جنت کے موتی اور یاقوت نثار کیے جاتے ہیں اور قدم قدم پر اس کو مبارکبادیاں دی جاتی ہیں اسی واسطے اولیاء اللہ کے یوم وصال کو عرس کہا جاتا ہے اور ہر سال ان کے عقیدتمند ان کا یوم عرس مناتے ہیں اور فرشتوں کی موافقت کر کے دارین کی سعادتیں اور خیر و برکت حاصل کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک خدا کا مقبول بندہ تھا وہ بیمار ہو گیا۔ اس نے اپنے دوست کو کہا کہ تو میرے سر کے قریب میرے مرنے کے وقت تک بیٹھا رہ۔ اگر میں اسلام پر مرا تو میری ملک میں جو کچھ بھی ہے ہر اس سے بادام اور شکر خرید کر اس شہر کے بچوں میں تقسیم کر دینا اور کہنا کہ یہ فلاں بندے کا عرس ہے۔ اور اگر میں خدا نخواستہ اسلام پر نہ مرا تو لوگوں کو بتا دینا کہ وہ میرے جنازہ سے دھوکا نہ کھائیں۔

وہ شخص ان کے سرہانے بیٹھا رہا یہاں تک کہ ان کی وفات ایمان پر ہوئی۔ اس نے حسب وصیت شکر اور بادام خریدے اور شہر کے بچوں میں تقسیم کیے اور کہا کہ یہ فلاں بندے کا عرس ہے۔

درود شریف کے بعض ضروری مسائل

۱۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک پڑھیں یا سنیں یا لکھیں تو درود شریف پڑھنا واجب ہے۔

۲۔ جب آیت يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سنیں یا پڑھیں تو درود شریف پڑھیں۔

۳۔ باوضو نہایت خشوع و خضوع سے پڑھیں، اور اگر بیٹھ کر قبلہ رخ ہو کر پڑھیں تو بہت افضل ہے۔

۴۔ کامل درود شریف وہ ہے جس میں آپ کے نام کے
ساتھ آل اور اصحاب کا بھی ذکر ہو۔

۵۔ جب مجلس میں بلند آواز سے درود شریف پڑھیں تو
ان کی موافقت کریں۔

۶۔ صلوٰۃ کے ساتھ سلام بھی بھیجیں۔

۷۔ آپ کے غیر پر آپ کی وساطت و تبعیت کے بغیر
درود شریف پڑھنا منع ہے۔

۸۔ جس دعا کے پہلے اور پیچھے درود شریف نہ
پڑھیں وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے

مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۳۴۳ میں ہے: شیخ اجل و اکرم قطب
الوقت عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (خدا ہمیں اس
کی برکات اور اس کے علوم سے نفع دے) نے فرمایا کہ
معلوم کرنا چاہئے کہ درود شریف پڑھنے کے وقت وہ
فضل و رحمت کے کونسے سمندر میں غوطہ لگا رہا ہے
جب درود شریف پڑھنے والا اَللّٰھُمَّ کہتا ہے تو
وہ رحمتِ الٰہی کے دریا میں غوطہ زن ہوتا ہے۔ اور
فرمایا کہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ
جب بندے نے اَللّٰھُمَّ کہا تو گویا اس نے خدا
تعالیٰ کو اس کے تمام ناموں سے یاد کیا اور جب صلِّ
علیٰ محمد کہا تو اس نے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بحرِ فضل میں غوطہ لگایا
اور جو شخص فضل و کرم کے لاانتہا سمندروں میں
غوطہ لگاتا ہے تو پھر اس کے مایوس ہونے کی کیا
ضرورت ہے۔

درود شریف کی کثرت و مواظبت ان مدارج
علیا پر پہنچا دیتی ہے جن پر اس کے علاوہ کسی اور عمل
کے ساتھ پہنچنا نہایت متعسر اور دشوار ہے۔ اگر
تصفیۂ باطن اور تزکیۂ نفس حاصل کرنے کے واسطے
کسی کو طریقت میں شیخ کامل میسر نہ ہو تو اسے چاہئے
کہ درود شریف پڑھنے کی مشق کرے اور اتنا پڑھے
کہ اسے درود شریف کے انوار و فیوضات کا ورود اپنے
قلب پر محسوس ہونے لگے پھر جو مقام پیرِ طریقت
کی دستگیری اور اس کی رہنمائی سے حاصل ہوتا ہے
درود شریف کی کثرت اور اس پر مواظبت کرنے سے
حاصل ہوگا۔

صلوٰۃ کے بعض صیغے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ!

ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجیں تو آپ نے اس درود شریف کو جو ابھی لکھا گیا ہے تعلیم دی۔ اس لئے یہی درود شریف نماز میں پڑھنا مقرر ہوا۔

جمعہ کے دن ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت کے واسطے یہ درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ سَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ

مفاخر الاسلام میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز ہزار بار یہ درود شریف پڑھے وہ خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے شرف سے مشرف ہوگا۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِى الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى قَبْرِهٖ فِى الْقُبُوْرِ۔

(جذب القلوب)

یہ درود شریف بھی اس سعادت کے لئے اثر عظیم رکھتا ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اگر پہلی شب جمعہ کو یہ سعادت میسر نہ ہو تو پانچ جمعوں کی پانچ راتوں تک یہ درود شریف ایک ایک ہزار کی تعداد کے ساتھ جاری رکھیں۔

حصول زیارت کے واسطے یہ طریقہ بھی ہے کہ جمعہ کی رات کو دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ۱۱ بار آیۃ الکرسی، ۱۱ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ۱۰۰ بار یہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔

یہ عمل بھی صرف جمعہ کی رات کو کرنا ہوگا، اگر پہلی رات کو مقصد حاصل نہ ہو تو تین جمعوں تک پڑھیں۔

درود شریف ہزارہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ

اس درود شریف کو ایک دفعہ پڑھنے سے دس لاکھ دفعہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

درود شریف کے مختلف صیغے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى اَرْبَعٍ مِنْ يَوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

ایضاً

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ يَّوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

ایضاً

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ يُّصَلِّىْ عَلَيْهِ۔

ایضاً

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔

فائدہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام نامی اور اسمِ گرامی کی برکات نامتناہیہ سے ایک یہ ہے کہ جو شخص حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر جس میں اسم شریف "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ہے مندرجہ ذیل صورت میں لکھ کر، اور تعویذ بنا کر جس عورت پر جننا دشوار ہو، لٹکا دے تو وہ فوراً بچہ جنے گی۔ وہ شعر یہ ہے:

وشق لہ من اسمہ لیجلہ
فذو العرش محمود وھٰذا محمد

تعویذ کی صورت یہ ہے:۔

(تعویذ کا نقشہ)

سیّدالاستغفار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے استغفار کو لازم پکڑا اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ہر تنگی سے نکلنے کے واسطے راستہ بنا دیتا ہے اور ہر غم سے اس کو خلاصی عطا کرتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں نہ ہو۔

استغفار کے صیغے حدیثوں میں بہت منقول ہیں لیکن ہم یہاں سیدالاستغفار کو نقل کرتے ہیں

جس کے متعلق سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص اس استغفار کو پڑھے اور پھر اس کے بعد اس کی موت ہو جائے خواہ دن کو خواہ رات کو وہ جنتی ہوگا۔ استغفار یہ ہے :۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(ترجمہ) اے اللہ تو ہی میرا رب ہے نہیں کوئی معبود مگر تو۔ تونے مجھ کو پیدا کیا، اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر قائم ہوں اور تیرے وعدے پر یقین رکھتا ہوں جہاں تک مجھ میں طاقت ہے۔ میں تیرے ساتھ اپنے اعمال کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیری نعمتوں کا، اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، پس تو مجھ کو بخش کیونکہ تیرے بغیر کوئی بخشنہار نہیں۔

اس ضمن میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کے فضائل لکھے جائیں تاکہ قارئین کتاب ہذا کو اس کے ورد زباں بنانے میں مدد ملے۔ قرآن شریف میں ہے

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔

(یعنی اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے کے بعد تیرے پاس آجاتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے اور اللہ کا رسول بھی ان کے واسطے مغفرت کی درخواست پیش کرتا تو اس میں شک نہیں کہ وہ اللہ کو اپنی طرف مغفرت کے ساتھ متوجہ ہونے والا اور بہت رحم کرنے والا پاتے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک اعرابی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے آپ کے قول کو سنا جس کو آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنے ذہن میں محفوظ کیا اور ہم نے آپ سے اس کو یاد رکھا اس کے بعد اس نے یہی آیت تلاوت کی اس کے بعد اس نے کہا وقد ظلمت نفسی وجئتک مستغفراً بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب میں تیرے حضور میں استغفار کرتا ہوا حاضر ہوا ہوں۔ اسی وقت قبر شریف سے آواز آئی:

قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ

بے شک میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ اہل معانی نے کہا

کہ آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ، وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ دلالت کرتی ہے کہ استغفار عذاب سے امان ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس امت میں دو امان تھیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور استغفار، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو تشریف لے گئے لیکن استغفار قیامت تک ان میں باقی ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک آدمی نے حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھ کو ایسے عمل کی تعلیم دیں جو مجھ کو جنت میں داخل کرے، آپ نے فرمایا لَا تَغْضَبْ (غضب میں نہ آیا کر) آپ نے تین دفعہ اس کا تکرار کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ عصر کی نماز سے پہلے ستر بار أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہہ تاکہ تیرے ستر برس کے گناہوں کا کفارہ ہو۔ اس نے عرض کی کہ میرے ستر برس کے گناہ نہیں ہیں، آپ نے فرمایا تیری والدہ کے ہوں گے، اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا تیرے باپ کے ہونگے اس نے کہا اس کے بھی نہیں: آپ نے فرمایا تیرے بھائیوں کے ہوں گے، اس نے کہا ہاں!

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ کیا تو قیامت کے احوال سے امان چاہتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہو:

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ۔

جو شخص ایک دن میں اس کو پچیس مرتبہ کہیگا اس کے واسطے ستر صدیقوں کا ثواب لکھا جائیگا۔

احیاء العلوم میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے:

رَبِّ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَعَمِلْتُ سُوْءً فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، تو اس آدمی کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اگرچہ چیونٹیوں کی پگڈنڈی کے برابر ہوں۔

فضل بن عیاض نے کہا کہ استغفر اللہ کے معنی ہیں اے اللہ! مجھ کو معاف کردے۔

سوال: استغفار افضل ہے یا لا الہ الا اللہ؟

جواب: استغفار بمنزلہ صابن کے ہے یہ اس کے واسطے افضل ہے جس نے اپنے نفس کو گناہوں کی آلائش اور میل سے آلودہ کیا ہوا ہے، اور لا الہ الا اللہ عطر کی مثل ہے یہ اس کے واسطے افضل ہے جس نے اپنے نفس کو گناہوں سے پاک رکھا ہے۔

احادیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
سلم ایک دن رات میں ستر مرتبہ سے زائد بار استغفار کرتے
تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امت کی ترغیب و تعلیم کے
واسطے آپ بکثرت استغفار پڑھتے تھے ورنہ آپ کو تو
گناہوں کی مغفرت کے واسطے اس کی حاجت نہیں تھی یا
آپ کے مدارج لحظہ بہ لحظہ ترقی میں رہتے تھے اور جب آپ
اوپر کے مرتبہ میں پہنچتے تو اس سے سابق مرتبہ کو لاحق
کے مقابلہ میں قصور اور گناہ تصور کرتے تھے اور اس پہ
توقف کرنے سے استغفار کرتے تھے۔

خواص کی استغفار وہ نہیں ہے جو عوام کی استغفار
ہے۔ ہر ایک کی استغفار اس کے حال کے مناسب ہوتی
ہے۔ جیسا سعدی علیہ الرحمۃ گلستان میں فرماتے ہیں۔

عاصیاں از گناہ توبہ کنند!
عارفاں از عبادت استغفار!

"گنہگار تو گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور عارف عبادت
سے استغفار کرتے ہیں۔"

حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ہر ایماندار کا ہر روز اعمالنامہ لپیٹا جاتا ہے۔ اگر اس میں
استغفار ہو تو وہ نورانی اور روشن ہوتا ہے اور اگر اس میں
استغفار نہ ہو تو وہ کالا سیاہ ہوتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طُوْبٰی
لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا
(رواہ ابن ماجۃ) اس شخص کے واسطے خوشی ہے جس کے
صحیفہ میں بہت استغفار ہو۔

اس کے بعد ہم بعض وہ عملیات اور تعویذات
اور جھاڑ پھونک کی عزیمتیں لکھتے ہیں جو ہم کو بعض عملیات
کی کتب میں نظر آئیں یا بعض مشائخ اور اپنے والد بزرگوار
مولانا مولوی فضل کریم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی
۱۰/ جنوری ۱۹۴۳ء بمطابق ۵/ صفر ۱۳۶۲ھ ۔ ۷/ پوہ ۲۰۰۰ء
بکرمی بروز جمعرات سے حاصل ہوئے۔

میرے والد صاحب شیخ الشیوخ زبدۃ العارفین
قدوۃ السالکین برہان الواصلین مولانا الحاج الحافظ پیر سید
جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
قدس سرہ العزیز سے نقشبندی سلسلہ میں بیعت تھے اور
آپ کے سوا اور بھی متعدد مشائخ اور صوفیائے کرام
سے ان کو فیض تھا بالخصوص زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین
پیر مست وارث شاہ صاحب چوراہی سے ان کو بڑی عقیدت
تھی اور پیر مست وارث شاہ صاحب چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ بھی ان پر بڑی نوازش اور مہربانی فرماتے تھے۔

جب ہمارے علاقہ میں تشریف لاتے اور اس
علاقہ میں دورہ فرماتے تو والد صاحب کو ایک منٹ بھی
جدا نہ فرماتے۔ دیکھنے والوں کو یوں معلوم ہوتا کہ یہ دونوں
عاشق و معشوق ہیں۔

پیر مست وارث شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
برادران پیر نور بادشاہ صاحب اور پیر دوران بادشاہ
صاحب اور بالنکا پیر شاہ صاحب اور ان کے صاحبزادگان

بھی میرے والد صاحب پر خاص نظر رکھتے تھے۔

ان بزرگوں کی خدمت سے والد صاحب نے بہت کچھ حاصل کیا، آپ بزرگوں کی عنایت اور شفقت سے ولی کامل تھے۔ جس مطلب کے لئے کسی کو آپ تعویذ لکھکر دیتے تھے اسے ضرور فائدہ ہوجاتا تھا۔ تعویذات اور عملیات کے حصول کے لئے آپ کے پاس دور دور سے لوگ آیا کرتے تھے مگر افسوس آپ کی تمام بیاضیں انقلاب کے زمانہ میں وطن ہی رہ گئیں صرف ایک چھوٹی سی کاپی میرے ہاتھ آئی یہاں جو کچھ درج ہوگا اسی سے ہوگا۔

تعویذات و عملیات

برائے مار گزیدہ:-

اگر کسی کو سانپ ڈس جائے تو کسی درخت کی ہری ٹہنی لیکر سات دفعہ یہ کلمات پڑھیں اور اس ٹہنی سے عضو ماؤف کو جھاڑتے جائیں انشاءاللہ درد اور زہر جاتا رہے گا وہ کلمات یہ ہیں:-

اَلَّذِیْ بَعَثَہٗ تَوَکَّلَ اِیْمَان وَتَدْ عَفَتْ اٰثَارُھَا وَخَبَتْ اَنْوَارُھَا وَھُوَانَتْ اَرْکَانُھَا۔

برائے عقرب

اگر بچھو کاٹ کھائے تو ہری ٹہنی کے ساتھ یہ آیت وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ سات دفعہ پڑھیں اور عضو ماؤف کو جھاڑیں، جب زیادہ آرام ہوجائے تو چھوڑ دیں۔

برائے درد دندان

یاشاہ عالم یاقطب عالم

یاغوث عالم یامحبوب عالم۔

یہ اسمائے گرامی سات مرتبہ کہیں اور کپڑے کے ایک سرے کو پکڑ کر ضرور پڑھتے جائیں اور پھر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر زور سے ماریں۔ جس شخص کے دانت کو درد ہے وہ اپنی شہادت کی انگلی وہاں رکھے اور جب عمل کو ختم کرے تو اس سے پوچھے۔ اگر آرام آگیا ہو تو بس کردے ورنہ اسی طرح دوسری بار عمل شروع کرے انشاءاللہ تعالیٰ سات بار عمل کرنے سے کلی طور پر آرام حاصل ہوگا۔

ایضاً

چھری پر یہی اسماء سات بار پڑھیں اور یہ شکل زمین پر بنائیں:
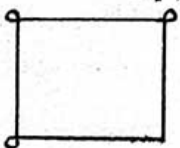
اور باری باری چاروں کونوں میں چھری کی نوک رکھ کر دبائیں

ان اسماء کے اول اور آخر درود شریف پڑھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کلی طور پر آرام ہوگا۔

برائے تپ

جو بخار ہر روز دوپہر کے بعد چڑھے مندرجہ ذیل کلمات لکھ کر تعویذ بنا کر تپ چڑھنے سے کم از کم ایک دو گھنٹہ قبل اس کے گلے میں ڈال لیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

بسم اللہ طھوما۔ طھوما۔ لحما۔ یہ پہلے دن باندھیں۔ دوسرے دن

الرحمٰن ھموما صموما لحما

تیسرے دن سموما سموما لحما

برحمتک یا ارحم الراحمین

جب نیا تعویذ باندھیں تو اس سے پہلے دن کا تعویذ اتار دیں۔

برائے تپ سہ روزہ

یہ تعویذ لکھ کر بخار سے پہلے دائیں بازو پہ باندھیں:۔

۷۸۶

یاستار	یاستار	یاستار
بسم اللہ	الرحمٰن	الرحیم
یاستار	یاستار	یاستار

ایضاً

سورۂ اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد

ردقی پر سات مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور بیمار کو کھلائیں صحت ہوگی۔

:۔برائے دردِ شکم:۔

اگر کسی کے پیٹ میں سخت درد ہو اور کسی طرح آرام نہ آتا ہو تو یہ تعویذ لکھ کر پانی میں گھول کر پلائیں۔ تعویذ یہ ہے:۔

۷۸۶

ط	ط	ط	ط	ح
ط ط	ط	ط	ط	ح
ط	ط	ط	ط	دح
ط	ط	ط	ط	طح
ط	ط	ط	ط	ن

:۔نسخہ برائے دردِ شکم:۔

مرچ سیاہ بقدر دو تولہ پیس کر روغن گاؤ میں ملا کر پلائیں درد فوراً رفع ہوگا۔

:۔برائے ناف:۔

اگر کسی کی ناف اپنی جگہ سے ادھر ادھر ہوگئی ہو تو یہ تعویذ لکھ کر باندھیں۔

من کہ ام گویم کن 'یا' مکن!

تو شاہِ جہاں ہر چہ خواہی بکن!

:۔برائے گریۂ کودکے:۔

اگر بچہ بہت روتا اور ضد کرتا ہو تو یہ تعویذ لکھ کر اس کے گلے میں باندھیں:۔

کو	کو	کو	کو	کو	کو	کو	کو
طف	بہما	طہ	لمہ	لمہ	لمحہ	لمحہ	لمحہ

اگر

بچہ سوتے میں دانت پیستا ہو تو یہ تعویذ لکھ کر اس کے گلے میں باندھیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
واضرب لنا مثلا ونسی
خلقہ قال من یحی العظام
وھی رمیم۔

برائے تپ لرزہ:۔

یہ آیت چار کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھے ایک دائیں اور ایک بائیں، ایک پشت پر اور ایک سینہ پر باندھیں آیت یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ آخر تک

دیگر

اگر بخار نہ اترے تو یہ تعویذ لکھ کر پلاوے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہزار تپ والے کو یہ تعویذ پلایا ہے، اللہ تعالیٰ نے سب کو صحت دی ہے۔ تعویذ یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
خلق النور من النور علی الطور
فی الکتاب مسطور رشنی بنور
المحبوب الحمد للہ الذی
بالعزۃ مذکور والقوۃ مشہور
علی الدھر نکسوط۔

برائے زراعت:۔

مندرجہ ذیل تعویذ لکھ کر کسی درخت پر باندھے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ الْوَاسِعُ
یَا جَوَادَ الْفَضْلِ یَا وَاسِعَ الْحِلْمِ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

تمام سر کے درد کیواسطے:۔

اگر سارے سر کو درد ہو اور کسی طرح آرام نہ آئے تو یہ تعویذ لکھ کر سر پر باندھیں، انشاء اللہ تعالیٰ فوراً آرام آئیگا۔ تعویذ یہ ہے:۔

۷۸۶

یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح
یابدوح	یابدوح	یابدوح

نصف سر کے درد کیواسطے:۔

یہ تعویذ لکھ کر جہاں درد ہو وہاں باندھیں بفضلہ تعالیٰ فوراً آرام آئیگا:۔

۷۸۶

یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ
یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ
یااللہ	یااللہ	یااللہ	یااللہ

بچھو کے کاٹے کا عجیب عمل

جس شخص کو بچھو نے کاٹا ہو اس کو کہیں کہ جہاں تک درد پہنچتی ہے اس جگہ کو پکڑے اور تم درود شریف تین مرتبہ پڑھ کر بیس کے شمار سے نیچے کو الٹا گنتے چلے جاؤ مثلاً بیس، انیس، اٹھارہ، سترہ، سولہ۔ جب ایک پر پہنچو تو تین مرتبہ درود شریف پڑھو اور درد والی جگہ پر دم کرو انشاء اللہ درد فوراً نیچے آجائیگی۔ پھر پوچھو کہ اب درد کہاں ہے؟ جہاں درد ہو وہاں سے پکڑے اور تم پھر یہ عمل کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ تین یا پانچ مرتبہ یہ عمل کرنے سے آرام ہو جائیگا۔

مندرجہ ذیل تعویذات کی اجازت اس فقیر کو مولانا الحاج امیر الملت عارف حقانی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سے ہوئی۔

بچہ سوکھے کا عمل

اگر کسی کا بچہ سوکھ گیا ہو یا دست لگے ہوں تو اس کے واسطے یہ تعویذ کافی ہے۔ اس کو کالی سیاہی سے پانی میں حل کر کے ایک چلہ تک پلایا جائے

بحق یا اللہ العظیم ۷۸۶

ھ ۱۱ ۱۱ ٥ ۱

اور اس کو دھو کر گرم توے پر پانی ڈالیں اور جو بھاپ اٹھے وہ بچے کو پہنچائی جائے یعنی ایک آدمی بچے کو توے کے اوپر ہاتھوں میں اٹھائے اور دوسرا آدمی یہ پانی توے پر چھڑکتا رہے یہاں تک کہ ختم ہو جائے اور خیال رہے کہ ہوا کا اثر بچہ کو نہ ہو یعنی گرمی، سردی کا بھی خیال رکھیں اور یہ دھونی بچہ کو دیں۔ بحمد اللہ بچہ تندرست ہوگا۔ دھونی یہ ہے:

(ھ) ۱۱ ۱۱ ع ۱۱۱٥

اور اوپر کا نقش لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں بھی باندھیں۔

اگر بچہ کہیں گم ہو جائے اگر بخت کیواسطے :-

قلم سے خوب اچھی طرح لکھیں:

"الٰہی بحرمت حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فلاں بن فلانہ (یہاں بھاگے ہوئے اور اس کی والدہ کا نام لیں) زود باز گردد"

پھر اس کا تعویذ لپیٹ کر پتھر پر رکھیں اوپر دوسرا پتھر جو تقریباً تیس سیر وزن کا ہو رکھ دیں جس جگہ یہ تعویذ رکھیں وہ اونچی بھی ہو اور اندھیرے والی بھی ہو جب بھاگا ہوا شخص واپس آجائے تو اوپر والے پتھر کے برابر گڑ تول کر بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کی فاتحہ دلائیں اور بچوں میں تقسیم کر دیں۔

Regd. L. No. 7071
The Monthly
JUNE 1966

ANWAR-UL-SOOFIA